مَولایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰی حَبِیبِكَ خَیرِ الْخَلْقِ كُلِّهِم

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْكَونَینِ وَالثَّقَلَینِ
وَالْفَرِیقَینِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمٖ

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ

نام کتاب	مسائل عمامہ ترجمہ الحجتہ التامۃ فی اثبات العمامۃ (عربی)
مترجم	حضرت علامہ مفتی احمد الدین توگیروی سیفی مد ظلہ العالی سرپرست ادارہ ہذا
پروف ریڈنگ	محترم فرخ رشید سیفی ناظم ادارہ ہذا
اہتمام اشاعت	الحاج محترم محمد رشید سیفی پرنسپل جیالوجسٹ باغبانپورہ لاہور۔
اشاعت	باراول
تعداد	گیارہ سو
تاریخ اشاعت	۲۷-۹-۱۴۱۷
قیمت	
ناشر	ادارہ سیفیہ مرکزی جامع مسجد تالاب والی باغبانپورہ لاہور

عرض ناشر

الحمد للہ کہ ''انوار سیفیہ حصہ عقائد'' اور ''اوراد نقشبندیہ'' جیسی مفید اور روح پرور کتب کی اشاعت کے بعد ہم آپ کی خدمت میں عمامہ شریف سے متعلق مسائل پر مشتمل ایک مبسوط رسالہ بنام ''مسائل عمامہ'' پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ یہ رسالہ ادارہ سیفیہ کے روح رواں اور شعبہ تصنیف و تالیف کے سربراہ جامع المعقول و المنقول علامہ مفتی احمد الدین توگیروی سیفی مدظلہ العالی نے ترتیب دیا ہے۔

آغاز میں ایک مختصر تقدیم لکھنے کے علاوہ آپ موصوف نے حضرت مولانا شائستہ گل قدس سرہ' کے رسالہ ''الحجتہ التامہ فی اثبات العمامہ'' کا ترجمہ کیا اور اس کے علاوہ حضرت العلام فقیہ جلیل مولانا وصی احمد محدث سورتی کے رسالہ ''عمامہ سنت مصطفیٰ'' کو زینت کتاب بنایا ہے۔ علاوہ ازیں' متعدد جید علمائے کرام' جن میں قبلہ مولانا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور فقیہ اعظم مولانا نور اللہ نعیمی رحمہم اللہ علیہم شامل ہیں' ان کے فتاویٰ جات جو اعتجار و فضائل عمامہ پر مشتمل ہیں کو بھی آپ نے رسالہ میں شامل کر کے اسے جامعیت بخشی ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہیں کہ وہ ہماری اس کاوش کو قبول فرمائے اور ہمیں اسلامی کتب کی نشرو اشاعت میں سرگرم رکھے۔ آمین۔

رمضان المبارک ۱۴۱۷ھ

والسلام

آپ کے مخلص

خدام و کارپردازان ادارہ سیفیہ

مرکزی جامع مسجد تالاب والی' باغبانپورہ' لاہور

تقدیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

انسان کی کامیابی و کامرانی کا راز کتاب اللہ و سنت نبوی کے عمل پیرا ہونے میں ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے من یطع اللہ و رسولہ فقد فاز فوزاً عظیماً جس نے اللہ و اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی یقیناً اسے بہت بڑی کامیابی نصیب ہو گئی نیز فرمایا لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنتہ یقیناً رسول اللہ کی ذات میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے۔ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا بہترین کلام کتاب اللہ اور بہترین سیرت نبی ﷺ کی سیرت ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تین شخص امہات المومنین کے پاس آئے تاکہ حضور اقدس کی عبادت کے بارے میں معلومات حاصل کریں جب امہات المومنین نے آپ کی عبادت کے متعلق بتایا تو انہوں نے اسے قلیل جانا اور کہنے لگے کہ آپ تو معصوم ہیں ہم کہاں اور آقا علیہ السلام کی ذات اقدس کہاں تو ان میں سے ایک کہنے لگا کہ میں ہمیشہ شب بیداری کروں گا دوسرا کہنے لگا کہ میں ہمیشہ روزے رکھوں گا اور کبھی اسے ترک نہ کروں گا تیسرا کہنے لگا کہ میں کبھی بھی شادی نہیں کروں گا بلکہ عورتوں سے جدا ہی رہوں گا پس نبی اکرم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم یہ کہہ رہے تھے میں تم سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں اور سب سے زیادہ متقی اور پرہیز گار ہوں۔ میں رات کو عبادت بھی کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی اور شادی بھی کرتا ہوں تو جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں۔

نیز فرمایا۔ لایو من احدکم حتیٰ یکون ھواہ تبعا لماجئت
بہ۔ تم میں سے کوئی ایک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کی تمام خواہشات
میرے لائے ہوئے دین کے تابع نہ ہو جائیں۔

عرباض بن ساریہ سے مروی ہے کہ
فعلیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین
تمسکوبھا و عضوا علیھا بالنواجز۔ تم میری اور خلفائے
راشدین کی سنت کو لازم پکڑو اس کو مضبوطی سے تھام لو اور اس پر مواظبت
کرو۔

حضرت بلال مزنی سے مروی ہے۔
من احیاسنۃ من سنتی قدامیتت بعدی فان لہ من
الاجر مثل اجور من عمل بھامن غیران ینقص من
اجورھم شیاء۔ جس نے میری اسی سنت کو زندہ کیا (پر عمل کیا) جو کہ
میری بعد متروک ہو چکی ہو تو اس کو عمل کرنے والے کے برابر اجر ملے گا اور
ان کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہ ہو گی۔

بلکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ
من تمسک بسنتی عند فسادامتی فلہ اجر ماۃ
شھید۔ جو میری سنت کو فساد امت اور اختلاف امت کے وقت تھام لیتا ہے
تو اسے سو شہید کے برابر ثواب ملے گا۔

اور یہ بھی فرمایا۔
جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس
نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرا رفیق ہو گا۔

امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اسرارہ دفتر اول کے مکتوب نمبر ۴۱ کے

شروع ہی میں فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں تو جو چیز آپ ﷺ کو محبوب و مرغوب ہے وہ اللہ تعالیٰ کو بھی مرغوب و محبوب ہوگی اسی واسطے اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتا ہے۔

انک لعلی خلق عظیم بیشک آپ عظیم خلق و سیرت کے مالک ہیں نیز فرمایا انک لمن المرسلین بیشک آپ جماعت مرسلین سے ہیں علی صراط مستقیم آپ سیدھی راہ پر قائم ہیں نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبیل۔ بیشک یہ میرا سیدھا راستہ ہے اس پر چلو اور دوسری راہ پر مت چلو۔

حضور اکرم ﷺ بھی ارشاد فرماتے ہیں بہترین ہدایت محمد ﷺ کی ہدایت ہے اور فرمایا ادبنی ربی فاحسن تادیبی۔ میرے رب نے مجھے بہترین ادب سیکھایا۔

سرکار دو عالم ﷺ کی سنن میں ایک سنت سر پر عمامہ (پگڑی) پہننا ہے جس کے متعلق محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح سفر السعادت میں تحریر فرماتے ہیں۔

پوشیدن عمامہ سنت است و احادیث در فضل عمامہ بسیار آمد۔

پگڑی پہننا سنت ہے اور اسکی فضیلت میں بکثرت احادیث مروی ہیں۔ پھر چند احادیث نقل کرتے ہیں۔

۱۔ العمائم تیجان العرب۔ دستاریں عرب کا تاج ہیں۔

۲۔ بپوشید عمامہ را تا زیادہ کنید عقل و بزرگی را۔ دستار پہن کہ اس سے عقل و بزرگی میں اضافہ ہوتا ہے۔

۳۔ فرق مابینا و بین المشرکین العمائم علی القلانس۔ ٹوپی پر دستار پہننا مسلمانوں اور کافروں کے درمیان سبب امتیاز ہے۔

۴۔ دستار کے ہر بل پر بروز حشر نور میں اضافہ ہو گا۔

۵۔ دو رکعت عمامہ کے ساتھ پڑھنا بغیر عمامہ کے ستر رکعات پڑھنے سے بہتر ہے خواہ نماز فرض ہو یا نفل۔

۶۔ مساجد میں عمامہ پہن کر آنا چاہیئے کہ یہ مسلمانوں کا تاج ہے۔

۷۔ عمامہ کا التزام کرو کہ یہ فرشتوں کی علامت و شعار ہے کہ بدرو حنین میں ملائکہ عمامہ پہنے ہوئے مدد کے لئے آئے تھے۔ (شرح سفر السعادۃ ص ۴۳۰)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے شمائل میں عمامہ سے متعلق پانچ احادیث روایت کی ہیں۔

اور امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے الحاوی للفتاوی جلد اول میں سیاہ عمامہ سے متعلق سینتیس (۳۷) احادیث نقل کی ہیں اور جلد ثانی میں زرد رنگ کے عمامہ پر سات کا ذکر کیا ہے اور صاحب مشکوۃ شریف نے چار احادیث روایت کی ہیں۔

امام اہلسنت مولانا الشاہ احمد رضا خان افغانی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاوی رضویہ" میں فضیلت عمامہ پر بیس احادیث کا تذکرہ کیا ہے۔

عمامہ جس کی فضیلت میں اتنی کثرت سے احادیث شریفہ مرویہ ہوں اس کا اہتمام نہ کرنا یا قصداً" سر سے اتار کر نماز پڑھنا کسی طرح بھی مسلمان کو زیب نہیں دیتا بلکہ اس کی تحقیر کرنا، معمولی سمجھنا (بے وقعت گرداننا) اور اس کے انکار کو علماء کرام و فقہاء عظام نے کفر میں شمار کیا ہے (اعاذ نا اللہ عنہ)

عمامہ کے ضمن میں اعتجار کے مسئلہ کی وضاحت بھی کرنا چاہوں گا تاکہ

قارئین حضرات پر حق واضح ہو جائے۔

پہلی تعریف: امام علاء الدین ابوبکر بن مسعود کاسانی فرماتے ہیں کہ

اختلف فی تفسیر الاعتجار قیل هو ان یشد حول راسه بالمندیل و یترک وسطه تشبه اہل الکتاب

اعتجار کی تفسیر میں فقہا کا اختلاف ہے بعض نے کہا کہ رومال وغیرہ سر کے گرد باندھا جائے اور درمیان میں چھوڑ دیا جائے کہ اس طرح اہل کتاب سے مشابہت ہوتی ہے۔

دوسری تعریف: هو ان یلف شعره علی راسه بمندیل فیصیر کالعاقص شعره والعقص مکروه لماذ کرنا اپنے بال سر پر رومال کے ساتھ لپیٹ لئے جائیں تو وہ بال مجتمع کرنے والے کی مانند ہو جائے اور بالوں کو لپیٹنا مکروہ ہے جیسا کہ پہلے مذکور ہوا۔

تیسری تعریف: عن محمد رحمته الله انه قال لا یکون الاعتجار الا بالتنقب و هوان یلف بعض العمامة علی راسه و یجعل طرفا منها علی وجهه کمعتجر النساء اما لاجل الحر و البرد او التکبر۔

ترجمہ = امام محمد رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں نقاب بنائے بغیر اعتجار نہیں ہوتا وہ اس طرح کہ پگڑی کو سر پر لپیٹا جائے اور اس کے کچھ حصہ سے منہ چھپا لیا جائے عورتوں کے نقاب کی طرح سردی اور گرمی سے بچنے کے لئے یا تکبر کی وجہ سے۔ (بدائع الصنائع ص ۲۱۶ ج ۱)

امام اجل شیخ فقیہ ابن نجیم رقمطراز ہیں۔

و فی المغرب و هو ان یلف العمامة علی رأسه و یبدی الهامة

مغرب میں ہے کہ اعتجار یہ ہے دستار کو سر پر لپیٹا جائے اور کھوپڑی ننگی رکھی جائے یہ تعریف زیادہ اقرب ہے اعتجار معجر المرءة سے ماخوذ ہے معجر اس کپڑے کو کہتے ہیں جو عورت اپنے سر پر گولائی میں باندھتی ہے امام ولوالجی نے اس کی وجہ کراہت یہ بیان کی ہے کہ اس میں اہل کتاب سے مشابہت آتی ہے جب کہ یہ نماز کے علاوہ بھی مکروہ ہے تو نماز میں بطریق اولی مکروہ ہے (بحرالرائق ص ۲۴ ج ۲)

شیخ اجل امام طاہر بن عبدالرشید نے اعتجار کی تعریف یوں کی ہے۔

و هو ان يشد العمامته و يدع الهامته كما يفعله الشطار

دستار کو سر پر اس طرح باندھا جائے کہ درمیاں میں کھوپڑی کو چھوڑ دے جیسے شطاری کرتے ہیں (خلاصتہ الفتاوی ص ۵۷ ج ۱)

فتاوی ہندیہ میں ہے کہ و هو ان يكور عمامه و يترك وسط راسه مكشوفا كذافي التبيين سر پر عمامہ باندھا جائے اور درمیاں میں سر ننگا رہے اسی طرح تبیین میں ہے (عالمگیری ص ۱۰۶ ج ۱)

مراقی الفلاح میں بھی بدائع الصنائع والی پہلی دو تعریفیں درج ہیں (مراقی الفلاح ص ۲۸۴)

ڈاکٹر وھبہ زحیلی بھی یہی تعریف کرتے ہیں کہ

لف العمامته على الراس و ترك وسطه مكشوفا۔

دستار سر پر باندھنا اور میانہ حصہ سر کا ننگا رکھنا (الفقہ الاسلامی ص ۵۹۵ ج ۱)

مذکورہ بالا فقہاء کرام کی عبارات سے واضح ہوتا ہے کہ وجہ کراہت یا تو اہل کتاب سے مشابہت کی وجہ سے ہے جیسا کہ امام ولوالجی نے بیان کیا ہمیں جہاں تک ہو سکے ان کی مخالفت کا حکم دیا گیا ہے اور وہ درمیان سے سر ننگا

استفتاء

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ!

حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالطیف صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ

(دارالافتاء جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری گیٹ لاہور)

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں اعتجار کی مکمل تعریف کیا ہے؟

کیونکہ علماء کرام نے کتابوں میں علیحدہ علیحدہ تعریفیں نقل کی ہیں۔

چنانچہ

۱۔ حضرت علامہ مولانا امجد علی صاحب اعظمی رحمۃ اللہ علیہ بہار شریعت حصہ سوم ص ۱۳۷ مطبوعہ مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی پر فرماتے ہیں۔

اعتجار یعنی پگڑی اس طرح باندھنا کہ بیچ میں سر پر نہ ہو مکروہ تحریمی ہے۔ نماز کے علاوہ بھی اس طرح عمامہ باندھنا مکروہ ہے"۔ (بحوالہ درمختار ص ۶۱۰، ۶۱۱ جلد ۱، عالمگیری ص ۱۰۶، ۱۰۷ جلد ۱)

۲۔ حضرت صدر الشریعہ اعظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے مشہور زمانہ فتاوی امجدیہ جلد اول ص ۱۹۹ (مطبوعہ مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی) پر فرماتے ہیں۔

مسئلہ ۲۷۰۔ نماز میں امامت کی حالت میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ ٹوپی پر ایک چھوٹا سا کپڑا لپیٹ لیا جاتا ہے اس کی کیا اصلیت ہے؟

الجواب۔ تین پیچ اگر اس کپڑے سے لپیٹے جائیں تو عمامہ کے حکم میں ہے ورنہ کچھ نہیں۔

اس مسئلے کے جواب کے حاشیہ پر نائب مفتی اعظم ہند مولانا شریف الحق امجدی صاحب شارح بخاری فرماتے ہیں۔

بعض جگہ دیکھا گیا ہے کہ ٹوپی کے کنارے کپڑا لپیٹ لیتے ہیں اور پوری ٹوپی کھلی رہتی ہے یہ اعتجار ہے اس طرح نماز پڑھنا مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔

نور الایضاح اور اس کی شرح مراقی الفلاح میں ہے۔ و یکرہ الاعتجار و ھو شد الراس بالمندیل او تکویر عمامته علی راسه ترک و سطھا مکشوفا۔ اس کے تحت طحطاوی میں ہے۔ ای نصا العمامته حول الراس و ابداء العمامته فقوله "و ترک و سطھا" راجع الی تفسیر الشرح ایضا المر ادانه مکشوف عن العمامته لا مکشوف اصلا لا نه فعل مالا یفعل واللہ معانی اعلم۔

۳۔ لیکن اسی فتاوی امجدیہ جلد اوّل ج ۳۹۹ پر راقم فتاوی نے اعتجار کی تعریف یوں فرمائی۔

مسئلہ ۵۶۰۔ نماز اعتجار ٹوپی کی عدم میں مکروہ تحریمی ہے یا مطلق اعتجار مکروہ تحریمی ہے۔

الجواب۔ اور لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ٹوپی پہنے رہنے کی حالت میں اعتجار ہو رہے مگر تحقیق یہ ہے کہ اعتجار اسی صورت میں ہے کہ عمامہ کے نیچے کوئی چیز سر کو چھپانے والی نہ ہو۔

اس مسئلے کے حاشیہ میں مولانا شریف الحق امجدی صاحب فرماتے ہیں۔

اختار مافی الظھیریۃ و اما ما قال العلامته السید الطحطاوی فی حاشیه المراقی المرادانه مکشوف عن العمامته لا مکشوف اصلا لا نه فعل مالا یفعل ففیہ نظر ظاہر لان کثیر امن جفاۃ الاعراب یلفون المندیل و

العمامته حول الراس مکشوف العمامته تعبیر قلنسوة فلیحرر امجدی۔

۴۔ حضرت علامہ مفتی نور اللہ صاحب نعیمی بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاوی نوریہ جلد سوم ص ۴۲۱ تا ۴۲۲ میں فرماتے ہیں۔ (مطبوعہ انجمن حزب الرحمن بصیر پورہ اوکاڑہ)

مسئلہ۔ اعتجار کی تعریف کیا وسط سر میں ایک پیچ کا آنا ضروری ہے حالانکہ اکثر دیکھا ہے کہ عین سُر کے وسط میں خالی جگہ چھوڑ دی جاتی ہے اور ٹوپی نظر آ رہی ہوتی ہے (حلقہ کی صورت میں)

الجواب۔ اعتجار کی دو تعریفیں کتب فقیہ میں ہیں۔ فتاوی عالمگیریہ ج ۱ ص ۵۵ میں ہے۔ ھو ان یکور عمامتہ و یترک وسطھا راسہ مکشوفا کذافی التبیین۔ یعنی درمیان سے سر ننگا چھوڑ دے، زیادہ کتابوں میں یہی تعریف ہے۔ مراقی الفلاح ص ۲۱۰ طبع مع الطحطاویہ میں "قیل" کے ساتھ ہے۔ ان ینقب بعمامتہ فیخطی انفیہ مگر یہ کہیں کسی تعریف میں نہیں دیکھا کہ وسط سر میں ایک پیچ اعتجار سے بچنے کے لئے ضروری ہے حالانکہ پیچ کے علاوہ بھی عمامہ سے سر کا درمیانہ حصہ چھپ سکتا ہے اور نہ ہی کہیں دیکھا ہے کہ ٹوپی کا چھپانا بھی ضروری ہے اور وہ بھی عمامہ سے ہی ہو اور نہ یہ کہیں دیکھا کہ ٹوپی سے وسط سر کا چھپانا کافی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

آپ کے جواب کا جلد انتظار رہے گا اور سوالنامہ بھی ساتھ روانہ فرمائیں۔ شکریہ۔ عبدالکریم قادری

الجواب ھوالموافق للصواب

حضرت مولانا شرف الحق صاحب امجدی کے سوا تمام علماء سلف و خلف

حضرت مولانا امجد علی صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے بہار شریعت اور فتاوی امجد یہ میں اعتجار کے بارے میں جو صراحت کی ہے اس میں کسی تاویل اور نظر کی گنجائش نہیں (پگڑی اس طرح باندھنا کہ بیچ میں سر پر نہ ہو مکروہ تحریمی ہے بہار شریعت کی اس عبارت میں سر پر کہا گیا۔ بیچ میں ٹوپی پر نہیں کہا گیا۔ اس طرح فتاوی امجد یہ کی عبارت (اور لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ٹوپی پہنے رہنے کی حالت میں اعتجار ہوتا ہے مگر تحقیق یہ ہے کہ اعتجار اس صورت میں ہوتا ہے کہ عمامہ کے نیچے کوئی چیز سر کو چھپانے والی نہ ہو اس عبارت میں کتنی صراحت ہے اس میں اعتراض کی کیا گنجائش نہیں۔ حضرت مولانا نور اللہ صاحب رحمہ اللہ و نور مرقدہ کے فتاوی نوریہ جلد ۳ ص ۴۲۱ کی عبارت (کہ سر کا درمیانی حصہ عمامہ سے کھلا رہے اگر عمامہ کے نیچے ٹوپی ہو تو اعتجار نہیں ٹوپی کے وسط کو عمامہ کے پیچ سے ڈھکنا ضروری نہیں) کتنی صراحت ہے کہ اعتجار سر کے درمیان کو عمامہ سے ننگا رکھنا ہے اگر عمامہ کے نیچے ٹوپی ہو تو اس کا عمامہ کے پیچ سے درمیان میں ننگا رکھنے میں اعتجار نہیں ہے۔ پھر ان حضرات نے اپنی تائید میں عالمگیری کی عبارت جلد اول ص ۱۰۶ (ویکرہ الاعتجار و ھو ان یکور عمامتہ و یترک وسطہ راسہ مکشوفا کذا فی التبیین۔ قال الامام الولوالجی وھو مکروہ خارج الصلوۃ ایضا۔ کذافی البحر الرائق) اس عبارت میں بھی وسط راسہ ہے۔ قلنسوۃ بھی ہے اور درمختار و ردالمختار کی عبارت جلد اول ص ۴۳۸ (قولہ الاعتجار نہی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عنہ و ھو شد الراس اوتکو یر عمامتہ علی راسہ و ترک وسطہ مکشوفا) اس عبارت میں بھی سر کے درمیان کو کھلا رکھنا ہے ٹوپی کے درمیان کو کھلا رکھنا مذکور نہیں۔

اسی طرح نور الایضاح و شرح مراقی الفلاح میں ہے۔ یکرہ الاعتجار و ھوشد الراس بالمندیل و تکویر عمامتہ علی راسہ و ترک وسطھا مکشوفا) خط کشیدہ عبارت میں سر پر عمامہ لپیٹنا اور اس کے وسط کو کھلا رکھنے کو اعتجار کہا گیا۔ ٹوپی کے وسط کا ذکر نہیں۔ طحطاوی کی عبارت بھی علامہ شرف الحق کے موقف کی تائید نہیں کرتی جو یہ ہے (اے لف العمامتہ ہو الراس ابداء العمامتہ) یعنی اعتجار عمامتہ کو سر کے گرد لپیٹنا اور کھوپڑی یعنی وسط سر کو کھلا رکھنا یہ اعتجار ہے اس پر نظر ظاہر کی موجودگی میں اس تشریح کی کیا ضرورت ہے۔ لانہ کثیر من الجفاۃ الاعراب یلقون المندیل و العمامتہ حول الراس مکشوفا لھمامتہ بغیر فلنسوۃ۔ یہاں مکشوف الھامتہ ہے نہ کہ مکشوف العمامتہ یعنی عمامہ کو سر کے گرد عمامہ لپیٹنا اور کھوپڑی کو کھلا رکھنا یہ اعتجار ہے صحیح تعریف یہی ہے کہ ننگے سر کے گرد عمامہ لپیٹنا اور درمیان میں کھوپڑی کو ننگا رہنے دینا اگر عمامہ کے نیچے ٹوپی ہو اور وہ درمیان میں سے بغیر عمامہ کے پیچ کے کھلی رہے تو اعتجار نہیں۔ افغانستان' سرحد' بلوچستان اور سندھ کے علماء' صلحاء اور مشائخ کی اکثریت ٹوپی پر عمامہ اس طرح باندتے ہیں آج سے نہیں قدیم زمانہ سے ان کا طریقہ یہی ہے لازم آئے گا کہ ان سب کی نمازیں مکروہ تحریمی ہوں مارآہ المسلمون حسنہ محفو عنہ اللہ حسنہ تھوحسر۔ البتہ دیکھا گیا ہے کہ ہندوؤں کی اکثریت پگڑی کو ننگے سر کے گرد اسی طرح لپیٹتے ہیں جس پر اعتجار کی تعریف صادق آتی ہے ممکن ہے عہد رسالت میں یہودیوں' نصرانیوں' مجوسیوں کا پگڑی باندھنے کا یہی طریقہ ہو جس کی وجہ سے اعتجار کو منع کیا گیا فقط واللہ اعلم بالصواب۔

عبداللطیف مفتی جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لاہور گیٹ لاہور ۹۲-۷-۱۵

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ مشرع الشرائع والا حکام والصلوۃ والسلام علی سیدنا مبین السنۃ للانام و علی الہ و صحبہ

تمام تعریفات اللہ تعالیٰ کے لئے جو شرائع واحکام کالازم کرنے والا ہے اور درود و سلام ہمارے آقا کی ذات والا صفات پر جو لوگوں کو سنت بیان کرنے والے ہیں اور آپ کی اولاد واصحاب پر

المتمسکین بھا بالدوام والناشرین لھا بالجھاد والافہام

جو ہمیشہ سنن نبویہ پر عمل پیرا ہیں اور انہیں جہاد اور افہام و تفہیم کے ذریعہ نشر کرنے والے ہیں۔

اما بعد:

جب میں حج کے لئے 1370ھ کو سرزمین حجاز مقدس گیا تو وہاں عرب و عجم کے اکثر مسلمانوں کو دیکھا کہ رسول اکرم ﷺ کی سنت مقدسہ' عمامہ شریف کے تارک ہیں اور بعض حضرات سے اس موضوع پر تحقیقی گفتگو بھی ہوئی۔ بریں بناء عمامہ کی اہمیت و فضیلت کے پیش نظر ارادہ ہوا کہ اس کو قرآن و سنت اور اجماع امت سے اس کی سنیت کو ثابت کیا جائے۔ چنانچہ اپنے اس رسالہ کو مقدمہ ایک مقصد اور خاتمہ پر مشتمل کیا۔ اور اس کا نام "الحجتہ التامہ لاثبات العمامہ" تجویز کیا۔

تحریر: مولوی شائستہ گل بن علامہ فہامہ مولانا محمد علی علیہ الرحمہ

مقدمہ

۱- عمامہ بکسر العین یعنی عین کے نیچے کسرہ پڑھا جاتا ہے۔ (قاموس، شرح شمائل) اور بعض نے ضمہ بھی پڑھا ہے (قاموس) لیکن اس پر فتحہ پڑھنا غلط ہے (تاج العروس، شرح شمائل، الدعامہ)

۲- عمامہ کی تعریف۔ لغت میں عمامہ کہتے ہیں ہر اس چیز کو جو سر پر باندھی جائے اور اس سے سر کو لپیٹا جائے خواہ اون کی ہو یا روئی وغیرہ کی خواہ اس کے نیچے ٹوپی ہو یا نہ ہو لیکن سنت کے لئے اس کپڑے کا سات شرعی گز ہونا ضروری ہے۔ جب مطلق عمامہ بولا جاتا ہے تو متبادر و متعارف یہی ہوتا ہے۔

۳- عمامہ کی جمع عمائم ہے جیسا کہ ثبوت عمامہ کی ضمن میں یہ حدیث شریف آ رہی ہے کہ العمائم تیجان العرب (عمامہ باندھنا عربیوں کا تاج ہے) (مصباح، صحاح، قاموس) عممت ای کورت العمامۃ علی الراس (مصباح) عممت کہتے ہیں کہ میں نے عمامہ کو سر پر لپیٹا۔

۴- وجہ تسمیہ۔ عمامہ کو عمامہ اس لئے کہتے ہیں کہ عام طور پر پورے سر کو ڈھانپ لیتا ہے۔ (الدعامہ ص ۴)

۵- باندھنے کا طریقہ۔ رسول اکرم ﷺ گنبد نما سر کے گرد باندھنے کا طریقہ تھا چنانچہ شرق و غرب کے علماء اسی طرح باندھتے ہیں (رسالہ آداب سید البشر۔ التحفہ الرسویتہ، ہدایت الابرار ص ۳۶) عن عبدالسلام قال سالت ابن عمر کیف کان علیہ السلام یعتم قال یدیر کور العمامۃ علی راسہ و یغرزھا من ورائہ ویرسل لھا ذوابتہ بین کتفیہ اھ (ابو الشیخ۔ قسطلانی ص ۲۴۸ ج ۸ بیہقی فی الشعب)

و قال ہذا یدل علی انہا عشرۃ اذرع و الظاہر انہا کانت نحوالعشرۃ اوفوقہا بیسیر اھ (سیوطی۔ شرح المواہب۔ شرح شمائل مناوی ابن سلمان۔ شیخ جسوس۔ محاضرۃ الاوائل۔ دعامہ ص ۷۷) عبدالسلام کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کیسے عمامہ باندھتے تھے تو فرمایا اپنے سر پر عمامہ کے کور (بل) گول باندھتے اور پیچھے کی طرف اس کا سرا اڑستے شملہ دو کندھوں کے درمیان چھوڑتے اور فرمایا یہ دس گز ہونے پر دلالت کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ وہ دس گز تھا یا تھوڑا سا اس سے زائد۔

۶۔ عمامہ کی ابتداء۔ سب سے پہلے اپنے سر پر عمامہ باندھنے والے ہمارے آقا و مولا سیدنا آدمؑ تھے کہ جب جنت سے دنیا میں تشریف لائے تو جبریل امین نے باندھا تھا۔

دوسرے شخص۔ذوالقرنین تھے جب ان کے سر پر قرن نکل آئے تھے تو ان کو چھپانے کے لئے عمامہ باندھا۔ (اوائل سیوطی' محاضرۃ الاوائل۔ الدعامتہ ص ۵)

مقاتل بن حبان نبطی سے مروی ہے کہ جب حضرت عیسیٰؑ کی طرف اللہ تعالیٰ نے وحی کی جس میں ہے کہ نبی امی صاحب جمل۔ مدرعہ اور صاحب عمامہ کی تصدیق کرو۔ (الحدیث)

اس سے صاحب عمامہ کی وجہ تسمیہ بھی ماخوذ ہوتی ہے نیز یہ بھی اشارۃ" معلوم ہوتا ہے کہ جب آپؐ ظاہر ہوں گے تو عمامہ استعمال کریں گے۔

۷۔ عمامہ فرشتوں کی علامت ہے۔ درج ذیل آنے والی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عمامہ اور کندھوں کے مابین شملہ رکھنا فرشتوں کی علامت ہے جیسا کہ چند احادیث میں یہ مذکور ہے اھ (الدعامہ ص ۶۸)

عن رکانه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من لبس العمامته یعطی بکل کورة یدورها علی راسه او قلنسوته نورا۔ حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے عمامہ باندھا تو اسے عمامہ کے ہر بل کے عوض جو اس نے سر یا ٹوپی پر لپیٹا نور عطا کیا جائے گا۔ (اخرجہ الماوردی۔ الدعامہ ص ۷)

۲۔ عن معاذ بن جبل قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من اعتم فله بکل کورة حسنته وحط عنه بها خطیئته۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقا علیہ السلام نے فرمایا جس نے عمامہ باندھا تو اسے ہر بل کے عوض نیکی ملے گی اور اس کا ایک گناہ معاف ہو گا۔ (اخرجہ الرامہر مزی فی الامثال۔ الدعامتہ ص ۷)

۳۔ آئندہ آنے والی وضو۔ جمعہ اور نماز وغیرہ کی ترغیب والی احادیث سے عمامہ کا سنت ہونا ثابت ہوتا ہے ان کی طرف رجوع فرمائیے۔

۴۔ فیه سکینته من ربکم و بقیته مما ترک آل موسی و آل ہارون۔ (الایتہ)

اس میں تمہارے رب کی طرف سے سکینہ ہے اور آل موسی و آل ہارون کے چھوڑے ہوئے تبرکات ہیں۔

مفسرین اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں وہ برکات حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور مصلیٰ اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عصا اور عمامہ تھے۔ (تفسیر خازن و مدارک۔

مقصد

اس میں پانچ فصول ہیں۔

فصل اول۔ عمامہ سنت ہے مسلمان اور ملائکہ کی علامت ہے۔

۱۔ بدانکہ عمامہ پوشیدن سنت است و احادیث در فضل عمامہ بسیار آمدہ است۔ معلوم ہونا چاہئے کہ عمامہ پہننا سنت ہے عمامہ کی فضیلت میں بکثرت احادیث وارد ہیں۔ (شرح سفر السعادت ص ۴۲ ج ۲۔ اشعتہ اللمعات ص ۵۵۳ ج ۲ + لباس حاشیہ ترمذی ص ۲۱۹ لباس)

دلیل ۲۔ فالعمامتہ سنتہ۔ عمامہ سنت ہے۔ (تیسیر' عزیزی' شرح جامع صغیر سیوطی' دعامہ ص ۴۹)

دلیل ۳۔ والعمامۃ سنہ لاسیما للصلوۃ و لقصد التجمل لاخبار کثیرہ۔ اھ

عمامہ سنت ہے خصوصاً" نماز اور قصد زینت کے لئے بکثرت احادیث کی بناء پر (شرح شمائل مناوی۔ شرح شمائل باجوری۔ حاشیہ جامع صغیر حفنی۔ تحفتہ المحتاج شرح المنہاج۔ دعامہ ص ۱۵۔ حاشیہ ترمذی ص ۵۰۳ افضل الکلام فی العمامتہ ص ۳۵)

دلیل ۴۔ وللتمیز بینناوبین الکفار (حاشیہ جامع صغیر شیخ حفنی دعامتہ ص ۱۵) مفاد الاحادیث ان العذبتہ من السنۃ لان سنیہ ارسالھا اذا اخذت من فعلہ علیہ السلام فاولی سنیہ اصلھا۔ اھ۔

ہمارے اور کفار کے درمیان امتیاز کے لئے احادیث سے مستفاد ہے کہ شملہ رکھنا سنت ہے کیونکہ شملہ چھوڑنے کا سنت ہونا حضور علیہ السلام

کے فعل سے ثابت ہے تو اس کے اصل کا سنت ہونا بطریق اولی ثابت ہوا۔
(شرح مواهب- شرح المنهاج. ابن حجر- دعامہ ص ۴۹)

دلیل ۵- ان العمامه سنه موكدة محفوظته لم يتركها الصلحاء اھ= عمامہ سنت موکدہ محفوظ ہے جسے صلحاء نے ترک نہیں کیا (شرح شمائل باجوری- (دعامہ ص ۴۹)

عمامہ کا مسلمان اور ملا ئکہ کے لئے علامت ہونے کا بیان آگے آ رہا ہے۔

دلیل ۶- العمامته سنته المسلمين- اھ عمامہ مسلمانوں کی سنت ہے (ابن عربی دعامہ ص ۱۶-۳۶)

دلیل ۷- العمامته سنته الاسلام - اھ عمامہ اسلام کا شعار ہے (ابن عربی دعامہ ص ۱۶-۳۶)

دلیل ۸- السنه ان يلبس القلنسوة و فوق العمامته اھ ٹوپی، عمامہ پہننا سنت ہے (ابن جزری- جمع الوسائل، شرح شمائل مناوی، جامع صغیر سیوطی، دعامہ ص ۳۴-۳۵ مرقاۃ عن الجزری ص ۴۲۷ ج ۴)

دلیل ۹- جاء رجل الى ابن عمر فقال يا ابا عبدالرحمن العمامه سنه فقال نعم- ایک شخص نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہا کیا عمامہ سنت ہے تو فرمایا ہاں سنت ہے۔ (عینی شرح بخاری باب لباس ص ۲۳۲ ج ۱۰)

دلیل ۱۰- کہا علامہ طیبی نے کہ حدیث عمرو بن حریث سے ثابت ہوتا ہے کہ عمامہ باندھنا سنت ہے۔ (مظاہر حق ص ۴۰۷ خطبہ جلد اول)

دلیل ۱۱- فنقل سالم عن الصحابته انهم اذا اطلقوا السنته لا يريدون بذالک الا سنه النبی صلی الله علیه

وسلم۔ حضرت سالم نے صحابہ کرام سے نقل کیا کہ جب صحابہ کرام مطلق سنت کا لفظ بولتے ہیں تو وہ سنت نبوی مراد لیتے ہیں۔ (شرح نخبہ)

صرف ٹوپی خلاف سنت اور کفار کی علامت ہے۔

۱۔ روی عن ابن عباس رضی الله عنهما ان رسول الله صلی الله علیه وسلم یلبس القلانس تحت العمائم و یلبس العمائم بغیر القلانس و لم یروانه لبس القلنسوة بغیر العمائم۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹوپی پر عمامہ باندھتے اور بغیر ٹوپی کے بھی عمامہ باندھتے تھے اور یہ مروی نہیں کہ آپ نے بغیر عمامہ کے صرف ٹوپے سر پر رکھی ہو تو اس سے معلوم ہوا کہ صرف ٹوپی رکھنا کفار کی علامت ہے اور خلاف سنت ہے کیوں نہ ہو جب کہ حدیث رکانہ میں بھی صرف ٹوپی کو علامت کفار فرمایا ہے۔ (مرقات ص ۴۲۷ ح ۴ باب لباس)

۲۔ واما لبس القلنسوة وحدها فهو زلی المشرکین اھ لیکن صرف ٹوپی رکھنا کفار کی نشانی ہے (شرح شمائل باجوری' جامع الصغیر سیوطی۔ الدعامتہ ص ۳۲)

۳۔ فاما المسلمون یلبسون القلنسوة فوقها العمامۃ لیکن مسلمان تو ٹوپیوں پر عمامہ باندھتے ہیں اور سر پر تنہا ٹوپی رکھنا کفار کی علامت ہے۔

فالعمامته سنته اھ عمامہ سنت ہے

(ابن العربی۔ التیسیر' العزیزی' جمع الوسائل' شرح شمائل مناوی' حاشیہ جامع الصغیر علامہ حفنی' تحفہ المحتاج' شرح المنہاج' فیض القدیر مناوی' حاوی للفتاوی' شرح شمائل' شیخ جنوس' سیرت حلبیہ' الدعامتہ ص ۳۷)

عمامہ شعار اسلام ہونے کی وجہ سے ذمی کے لئے پہننا ممنوع ہے۔

دلیل ۱- عمامہ پہننا ذمی کے لئے ممنوع ہے اگرچہ میلا ہو یا زرد رنگ کاصواب قول یہی ہے۔ (بحر اور رشیاہ میں اسی پر اعتماد کیا ہے ص ۳۵۰)

دلیل ۲- عمامہ و دیگر لباس میں مسلمان اور ذمی کے درمیان امتیاز ضروری ہے (مجمع الانہر ص ۶۱۷ ج ۱)

دلیل ۳- لباس' ہیئت' سواری' زینت اور ہتھیار میں ذمی کا ہم سے فرق کرنا ضروری ہے (درمختار ص ۵۰۵ ج ۲)

عمامہ مسلمان کی علامت و شعار ہے

دلیل ۱- عن رکانۃؓ بن یزید المطلبی قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرق مابیننا و بین المشرکین العمائم علی القلانس۔

حضرت رکانہ بن یزید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق و امتیاز ٹوپیوں پر عمامے پہننا ہے۔ (ابوداؤ ص ۲۰۹ ج ۱) والدیلمی و طبرانی کبیر ترمذی ص ۲۲۴ باب لباس و دعامہ ص ۳۳ و القسطلانی باب العمائم ص ۴۲۸ مشکوۃ شریف باب لباس ص ۳۱۹)

دلیل ۲- عن رکانتہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العمامتہ علی القلنسوۃ فصل بیننا و بین المشرکین۔

حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ٹوپی پر عمامہ پہننا ہمارے اور مشرکین کے درمیان امتیاز ہے۔ (اخرجہ الماوردی الدعامتہ ص ۷)

دلیل ۳۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم العمامتہ سیما (فارق) بین المسلمین و الکافرین۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عمامہ مسلمان اور کافر کے درمیان امتیاز ہے۔ (اخرجہ الدیلمی فی مسند الفردوس۔ کنوز الحقائق ص ۸۷)

دلیل ۴۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العمائم تیجان العرب فاذا وضعوا وضعوا عزھم فی روایتہ وضع اللہ عزھم ای ان العمائم بمنزلتہ تیجان الملوک۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عمامہ عرب کا تاج ہے جب اسے اتار دیں گے تو اپنی عزت اتار دیں گے ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی عزت اتار (ختم کر) دے گا یعنی عمامے عرب کے لئے بمنزلہ شہنشاہوں کے تاج کے ہیں۔

اس حدیث کو مرفوعاً" ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ابونعیم نے حلیہ میں، ابن سنی دیلمی نے روایت کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً" قضاعی نے مسند الشہاب میں، دیلمی نے مسند الفردوس میں روایت کیا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے رامہرمزی نے الامثال میں روایت کیا حضرت مکحول سے مرسلاً" ابوعبداللہ محمد وضاح نے روایت کیا نیز جامع الصغیر، کنوز الحقائق ص ۸۵، الدعامتہ ص ۵، ۶، ۷ میں موجود ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ عمامہ مسلمانوں کا شعار ہے۔

دلیل ۵۔ عن عمران بن حصین رضی اللہ تعالی عنہ ان العمائم وقار المومنین و عز العرب فاذا وضعت العرب عمائمھم فقد وضعوا عزھم۔

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمامہ مومنوں کے لئے وقار اور عرب کی عزت و ناموس ہے جب اسے سر سے اتار پھینکیں گے تو گویا وہ عزت و ناموس کو اتار دیں گے۔

اسے دیلمی نے مسند الفردوس میں روایت کیا نیز یہ الدعامہ میں بھی ہے یعنی عمامہ مسلمانوں کی عزت ہے اور اس سے ثابت ہوا کہ یہ سنت موکدہ ہے۔

عمامہ فرشتوں کا شعار ہے

دلیل ۱۔ عن عبادة بن الصامت قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم علیکم بالعائم فانها سیما الملائکته وارخوها خلف ظهورکم۔

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر عمامہ لازم ہے کہ فرشتوں کی علامت ہے اور اس کا شملہ پس پشت چھوڑو۔ (اسے بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا' مشکوۃ شریف باب اللباس ص ۳۰۵)

دلیل ۲۔ عن ابن عباس و مالک بن اوس و علی قالوا قال الرسول علیه السلام المسومین معلمین و کانت سلیما الملائکته العمائم (الحدیث)

حضرت ابن عباس' مالک بن اوس اور علی رضوان اللہ علیہم سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسومین کا معنی معلمین (علامت والے) ہے اور فرشتوں کی علامت و نشانی عمامہ ہے (آخر حدیث تک)

جیسا کہ عمامہ کے رنگوں کے بیان میں جو کہ چالیس محدثین سے ثابت اس بیان میں آرہی ہے علیکم بالعمائم سے عمامہ کی مواظبت ثابت ہو رہی ہے (اھ) جس سے ثابت ہوا کہ عمامہ پہننا سنت موکدہ ہے۔

دوسری فصل استطاعت کے باوجود بلا عمامہ نماز مکروہ تحریمہ ہے اور اسے معیوب سمجھنا کفر ہے

النوع الاول

بغیر عمامہ کے نماز مکروہ تحریمہ ہے۔

دلیل ۱۔ عمامہ پہننا سنت موکدہ ہے لہذا قدرت و استطاعت کے باوجود بلا عمامہ نماز پڑھنا مکروہ تحریمہ ہوا (شامی ص ۴۳۹ ج ۱) بحر سے مکروہات نماز نقل کرتے ہوئے اور تلویح شامی باب السنن ص ۳۱۵ ج ۱ نیز باب الکراھیتہ میں زیلعی کے حوالہ سے ص ۲۱۵ ج ۵)

دلیل ۲۔ عمامہ اسلام مسلمان اور ملائکہ کا شعار ہے علیکم بالعمائم سے مامور بہ ہے جیسا کہ گذر چکا ہے نیز تفصیلی بیان آئندہ آ رہا ہے جس سے معلوم ہوا کہ اس کے بغیر نماز مکروہ تحریمہ ہے۔

دلیل ۳۔ یکرہ الصلوۃ حاسرا راسہ اذا کان یجد العمامتہ وقد فعل ذالک تکا سلا وتھاونا کذا فی الذخیرہ۔

ننگے سر مکروہ تحریمہ ہے جب کہ عمامہ موجود ہو کیونکہ اس نے اب یہ فعل سستی و کاہلی کی بنا پر کیا اسی طرح ذخیرہ میں ہے عالمگیری باب مکروہ الصلوۃ ص ۱۴۸) نور الایضاح و المراقی ص ۲۱۴ المنیہ و کبیری ص ۳۹۶ و تنویر الابصار والدر المختار ص ۴۳۱ و شرح و قایہ ص ۱۸ اور یہی مختار ہے اسی طرح غیاثیہ میں ہے اھ (مجموعہ سلطانی ص ۴۳ و خلاصہ ص ۶۱)

دلیل ۴۔ اور اس کا سبب یہ ہے کہ سر چھپانا مشکل لگتا ہو اور نماز میں اس کو کوئی اہمیت نہ دیتا ہو جس کی وجہ سے نماز میں سر پر عمامہ نہیں رکھتا یہی معنی ہے فقہاء کرام کے اس قول وتھاونا بالصلوۃ کا (کبیری ص ۳۹۶ و شامی ص ۴۳۱ ج ۱) حلیہ میں ہے۔

اصل الکسل ترک العمل لعدم الارادۃ فلو لعدم القدرۃ فھوالعجز (ص ۳۱ ج ۱)

کسل کا معنی ہے ارادہ نہ ہونے کی وجہ سے عمل ترک کر دینا کیونکہ اگر عمل کی استطاعت ہی نہ ہو تو اسے عجز و عاجز ہونا کہتے ہیں کسل نہیں۔

میں اقول کہتا ہوں کہ عمامہ کے نیچے ٹوپی ہو یا نہ ہو برابر ہے اگر درمیان سے سر عمامہ سے ننگا ہو تو اسے کو نہ حاسراً" کہتے ہیں جو کہ مکروہ کی ایک صورت ہے۔

اس پر دلیل اگر درمیان میں سے ٹوپی ننگی ہونا کونہ حاسراً" میں شامل ہے مذکورہ بالا دلیل نمبر ۳ سبب والی صورت ہے اسی طرح دلیل نمبر ۴ اور ۵ ہے۔ نیز طحطاوی کو جو اعتجار کی تعریف کی ہے وہ یہ ہے۔

و المراد انہ مکشوف عن العمامتہ لا مکشوف اصلا کمایاتی۔

اعتجار سے مراد یہ کہ درمیان میں سر عمامہ سے ننگا ہو نہ یہ بلکہ ننگا ہو۔

الرابع۔ قولھم تکرہ ان یصلی و ھو معتجر و ھوان یشد حول رائسہ العمامۃ و یکشف ہامۃ اھ

چوتھا فقہاء کا قول ہے کہ اعتجاز کی حالت میں نماز مکروہ ہے اور وہ یہ ہے کہ سر کے اردگرد دستار باندھ لے اور کھوپڑی ننگی رکھے۔

خلاصہ فی بیان المکروھات ص ۶۱، زیلعی ص ۱۲۴، عالمگیری ص ۱۴۹، نورالایضاح و مراقی الفلاح ص ۲۱۰، منیہ و کبیری ص ۳۹۳ درمختار ص ۴۳۸ ج ۱ (۲) ردالمختار باب کراھتہ تحریمیہ ص ۴۳۹ ج ۱) (۳) طحطاوی کی مذکورہ بالا اعتجار کی تعریف ص ۲۱۰) (۴) ولوالجی نے کہا اور نماز سے خارج بھی مکروہ ہے

طرح بحرالرائق میں ہے اھ عالمگیری باب المکروہ ص ۱۴۹۔ دستار سر سے اتار کر زمین پر رکھنا یا زمین سے اٹھا کر سر پر رکھنا۔ دونوں صورتوں میں نماز فاسد نہیں ہوتی البتہ مکروہ ہے۔ اسی طرح السراج الوھاج میں ہے اھ ھندیہ ص ۱۵۰ ج ۱ کیونکہ اس نے استطاعت کے باوجود بغیر دستار نماز پڑھی ہے۔ (۵) مطلق کراھت کا لفظ جب لفظ بولا جاتا ہے تو اس سے مراد مکروہ تحریمہ ہوتا ہے شامی ص ۸۹ ج ۱، ۳۴۳ ج۱، ص ۴۲۶۔ (۶) کل مکروہ حرام عند الامام محمد و عندھما لالکن الحرام اقرب ہر مکروہ امام محمد کے نزدیک حرام ہے اور شیخین کے نزدیک نہیں البتہ حرام کے نزدیک ترین ہے اھ۔ تنویر الابصار ص ۲۱۵ ج ۵

سوال : یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ عمامہ سنت موکدہ ہو اور اس کا ترک مکروہ ہو جب کہ فقہاء کرام نے فرمایا والمستحب ان یصلی الرجل فی ثلاثتہ اثواب قمیص و ازار و عمامتہ مرد کا تین کپڑوں میں نماز پڑھنا مستحب ہے وہ یہ ہیں قمیض چادر اور عمامہ۔ خلاصہ الفتاوی ج ۱، تاتارخانیہ، بدائع الصنائع، التحفہ، کبیری وغیرہا چادر اور عمامہ۔

جواب ۱۔ : نماز کے لئے مجموعی طور پر تین کپڑے مستحب ہیں نہ یہ کہ انفرادی طور پر ورنہ یہ قول قرآن و حدیث اور اجماع امت کے خلاف ہے کیونکہ ستر عورت کی مقدار فرض ہے جیسا تمام متون۔ شروحات اور فتاوئ جات کے کتب میں موجود ہے۔

جواب ۲۔ : یہاں لفظ مستحب بمعنی سنت ہے سابقہ دلیل کے مطابق اور مستحب اور سنت ہر ایک کا دوسرے اطلاق پر جائز ہے (غایتہ الاوطار ص ۸۵ ج ۱)

سوال : علماء کرام فرماتے ہیں اگر نمازی ایک ہی کپڑے سے تمام بدن

کو ڈھانپ کر نماز پڑھے تو جائز ہے۔ (بدائع، تحفہ، کبیری وغیرہ)۔

جواب : لفظ جواز کا معنی ہے جو شرعاً ممنوع نہ ہو لہٰذا مباح، مکروہ، مستحب، سنت اور واجب سب پر جواز کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ شامی ج اول

ہر وہ لباس جو خلاف سنت ہو وہ مکروہ ہے (جامع الرموز ص ۴۳۲)

النوع الثانی۔ عمامہ کو حقیر سمجھنا کفر ہے۔

دلیل ۱۔ ان فعلہ استخفافاً" کفر۔ اگر حقارت سے کیا تو کافر ہو گیا۔ (طحطاوی ص ۲۱۶)

دلیل ۲۔ واما الا ستھانتہ لھا کفر۔ اور لیکن اس (عمامہ) کی اہانت کرنا کفر ہے (الدر المختار ص ۴۳۱ ج ۱)

دلیل ۳۔ و لیس معناہ الاستخفاف بھا والاحتقار لا کفر۔ اھ (کبیری ص ۳۹۶) اور اس کا معنی "معمولی سمجھنا اور حقیر جاننا" نہیں کیونکہ وہ تو کفر ہے۔

دلیل ۴۔ من استقبح من آخر جعل بعض العمامۃ تحت حلقہ کفر اھ جس نے قبیح جانتے ہوئے عمامہ کے کچھ حصہ کو گلے کے نیچے کر لیا تو وہ کافر ہو گیا (مسایرہ لابن ہمام۔ دعامتہ ص ۱۸۔ مسامرہ ص ۱۴۹۔ ظہیریہ۔ خلاصہ۔ شرح فقہ اکبر لملاعلی قاری ص ۲۰۹)۔ بحر ص ۱۲۹ ج ۵۔ شامی ۲۶۹ ج ۳

تیسری فصل — قرآن سے عمامہ کا ثبوت

۱۔ یمدد کم ربکم بخمسۃ الاف من الملائکتہ۔ (آل عمران) تمہارا رب تمہاری مدد پانچ ہزار علامت والے فرشتوں سے کرتا ہے اس آیت کے تحت متعدد مفسرین اور چالیس محدثین نے ذکر کیا ہے کہ سومتہ سین کے ضمہ کے ساتھ کا معنی عمامہ ہے اور فرشتوں کی علامت عمامہ تھی جیسا

آئندہ عمامہ کے رنگوں کے بیان کے ضمن بیان آ رہا ہے (سیرت شامیہ۔ دعامہ
۴) جب کہ آقا علیہ السلام نے بھی ارشاد فرمایا۔

علیکم بالعمائم فانہا سیلما الملائکہ۔ تم پر عمامے
لازم ہیں کہ یہ فرشتوں کی علامت ہے جیسا کہ یہ حدیث آ رہی ہے۔ و
ربک فکبر و ثیابک فطھر۔ (سورت مدثر) اور اپنے رب کی تکبیر
کہہ اور اپنے کپڑے صاف رکھ اس آیت میں ثیاب جمع ثوب کی ہے اور جمع کا
اطلاق تین افراد پر ہوتا ہے جو کہ قمیض۔ چادر اور عمامہ ہیں جیسا کہ خلاصہ کے
حوالہ سے اس کا ذکر ہو چکا ہے اس میں نماز کا ذکر بھی ہے جس پر قرینہ و
ربک فکبر ہے۔

۳۔ یا بنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد
(اعراف) اے اولاد آدم ہر مسجد کے پاس زینت کو لازم پکڑو اس میں فرمایا جب
تم نماز پڑھنا چاہو تو زینت والا لباس پہنو۔ اور سنت بھی یہی ہے کہ نمازی اچھی
ہیئت اور لباس میں نماز پڑھے کیونکہ انسان نماز میں اپنے رب سے مناجات کرتا
ہے لہٰذا طہارت و ستر کی طرح زینت بھی مستحسن ہے اھ (مدارک) میں کہتا
ہوں کہ عمامہ اچھی ہیئت سے ہے لفظ خذوا امر ہے جس میں اصل و وجوب ہے
لیکن یہاں سنت ہے۔

چوتھی فصل احادیث سے عمامہ کا ثبوت

نوع اول۔ احادیث سابقہ ولاحقہ سے نبی اکرم ﷺ کی لباس وغیرہ میں
بھی اقتداء ثابت ہوتی ہے لباس میں عمامہ بھی شامل ہے۔ نیز یہ فرشتوں کی
علامت ہے۔ مومنوں اور اسلام کا شعار ہے مسلمانوں اور کفار کے درمیان مابہ
الامتیاز ہے اور مساجد اور بالخصوص جمعہ میں تجمل و زینت کی زیادہ تاکید کی گئی

ہے زینت لباس میں عمامہ بھی شامل ہے۔

دوسری نوع۔ احادیث میں عمامہ کا حکم ہے۔

۱۔ عن عبادة بن الصامت قال قال رسول الله صلی اللعه علیه وسلم علیکم بالعمائم۔

عبادہ بن صامت نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عمامہ کو لازم پکڑو۔ (بیھقی فی شعب الایمان۔ مشکوۃ باب لباس ص ۳۵۷۔ ابن عدی۔ طبرانی کبیر۔ دعامہ ص ۸)

حدیث ۲۔ عن اسامہؓ بن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اعتموا تزدادوا حلما۔

اسامہ بن عمر فرماتے ہیں کہ آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا عمامہ پہنو کہ اس سے حلم و وقار بڑھتا ہے۔ (ابن عدی۔ ابن قانع۔ بیہقی۔ دعامہ ص ۱۱)

۳۔ یہی اسامہ والی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً طبرانی نے کبیر میں حاکم نے مستدرک میں روایت کی ہے اور بزاز نے ابن عباس رضی اللہ عنہ والی حدیث کے شواہد ذکر کئے ہیں یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے مگر شواہد سے ضعف دور ہو جاتی ہے۔ (دعامہ ص ۱۱)

۴۔ نیز رامہرمزی اور دعامہ نے بھی اسے روایت کیا ہے۔

۵۔ عن اسامۃ بن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اعتموا تحلموا۔

اسامہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عمامہ پہنو باوقار بنو۔ (اخرجہ محمد بن مصناح۔ دعامہ ص ۱۰)

۶۔ عن سالم دخلت علی ابن عمرو قال لی یابنی

اعتم تحلم و تکرم۔
سالم کہتے ہیں کہ میں ابن عمرو کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا بیٹا
عمامہ پہن باوقار و باعزت بن جائے گا۔ (ابن نجار۔ دعامہ ص ۱۲)

۷۔ عن عبدالاعلی بن عدی قال قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ھکذا اتھموا فان العمائم سیما السلام۔
عبدالاعلی بن عدی سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اس طرح عمامہ
پہنو کہ عمامہ اسلام کا شعار ہے۔ (ابو نعیم۔ قسطلانی باب العمائم ص ۴۲۸ ج ۸)

۸۔ عن ابن عوف قال عممنی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فقال یا ابن عوف ھکذا اعتم (الحدیث)
ابن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔کہ رسول اکرم ﷺ نے مجھے عمامہ پہنچایا تو فرمایا
اے ابن عوف اسی طرح عمامہ پہنا کرو (ابن ابی شیبہ۔ قسطلانی باب اللباس
۴۲۸ و عن ابن عمر)

۹۔ عن خالد بن معدان التابعی مرسلا قال النبی
صلی اللہ علیہ وسلم اعتموا و خالفو الامم قبلکم۔
خالد بن معدان تابعی نے مرسلاً روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا عمامہ پہنو اور پہلی امتوں کی مخالفت کرو۔ (بیہقی نے الشعب میں روایت
کیا)

اس سبب کا تقاضا ہے کہ اعتموا میں ہمزہ کو مکسور اور میم کو مشدد
پڑھا جائے اس کا معنی ہو گا البسوا العمائنم یعنی عمامہ پہنو، سر پر باندھو
(فیض القدیر)

۱۰۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم تستوموا فان
الملائکنة تسومت۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا سر پر عمامہ باندھو کہ

فرشتوں نے (بطور) علامت باندھا۔ (ابن ابی شیبہ۔ کنوز الحقائق۔ لباب الاخبار ص ۳۱)

۱۱- و قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم تعمموا فان الملائکۃ تعممت نبی کریم ﷺ نے فرمایا عمامہ باندھو کہ فرشتوں نے عمامے باندھے ہیں (کنوز الحقائق۔ لباب الاخبار ص ۳۱)

عارف باللہ شیخ حفنی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں اس حدیث سے فرشتوں کی صفات سے متصف ہونے کا رسول اللہ ﷺ تقاضا فرما رہے ہیں (الدمامہ ص ۱)

نوع ثالث نماز کی فضیلت کے ضمن میں عمامہ کا عمومی ثبوت

حدیث ۱- عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ تطوع اوفریضہ بعمامہ تعدل خمس و عشرین صلوۃ بلا عمامہ و جمعہ بعمامہ تعدل سبعین جمعہ بلا عمامہ

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا عمامہ کے ساتھ ایک نفلی یا فرضی نماز بغیر عمامہ کے پچیس نمازوں کے برابر ہے اور عمامہ کے ساتھ ایک نماز جمعہ بغیر عمامہ کے ستر نماز جمعہ کے برابر ہے۔ (اسے ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں۔ دیلمی نے مسند الفردوس میں اور ملا علی قاری نے مرقات باب اللباس ص ۴۲۷ میں ذکر کیا ہے)

۲- عن جابر قال علیہ السلام رکعتان بعمامتہ خیر من سبعین رکعۃ بلا عمامۃ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عمامہ کے ساتھ دو رکعت بغیر عمامہ کے ستر رکعات سے بہتر ہے۔ (دیلمی نے مسند

الفردوس میں ذکر کیا۔ دعامہ ص ۹۔ لباب الاخبار۔ کنوز الحقائق ص ۶)

۳۔ وفی روایة صلوة مع عمامة خیر من سبعین صلوة بلا عمامة اھ۔

ایک روایت میں ہے کہ عمامہ سے ایک نماز بغیر عمامہ کے ستر نمازوں سے افضل ہے۔ (قنیہ دار العمامة۔ دعامہ۔ مسلک المتقین جامہ ص ۲۹۹ صلوة السعودی سے نقل کیا۔ حاشیہ شمائل ترمذی ص ۵۰۳۔ اشعة اللمعات۔ حاشیہ ترمذی باب اللباس ص ۲۱۹ ج ا۔ رسالہ آداب سید البشر ہدایة الابرار ص ۳۶)

۴۔ قال النبی علیہ السلام الصلوة مع العمامة عشرة آلاف حسنة اھ

رسول کریم صلی اللہ ﷺ نے فرمایا عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنا دس ہزار نیکی ہے۔ (کنوز الحقائق ص ۷۷۔ لباب الاخبار ص ۳۱)

میں کہتا ہوں (مولانا شائستہ گل) کہ احادیث میں تین اعداد کا ذکر ہوا۔ پچیس، ستر، دس ہزار اس سے حد معین مقصود نہیں بلکہ کثرت ثواب مراد ہے اھ (شرح الشمائل شیخ حفنی۔ دعامہ ص ۹)

نوع رابع جمعہ کے لئے عمامہ کا ثبوت بعینہ مطلق نماز کے لئے ثبوت ہے۔

حدیث ا۔ عن عمرو بن حریث ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خطب و علیہ عمامة سوداء قد ارخی طرفیها بین کتفیه یوم الجمعة

عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے خطبہ جمعہ ارشاد

فرمایا تو آپ کے سر پر سیاہ رنگ کا عمامہ تھا جس کے دونوں اطراف دونوں کندھوں کے درمیاں چھوڑے ہوئے تھے۔

۲- عن ابن عباس ان النبی صلی الله علیه وسلم خطب الناس یوم الجمعة و علیه عصابة (عمامة) سوداء- سیدنا ابن عباس رضے اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آقا علیہ السلام نے جمعہ کے روز لوگوں کو خطبہ دیا تو آپ پر سیاہ رنگ کا عمامہ تھا (شمائل ترمذی ص ۵۰۳)

۳- عن ابی الدرداء قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله و ملائکة یصلون علی اصحاب العمائم یوم الجمعة

ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے بروز جمعہ عمامے والوں پر رحمت بھیجتے ہیں (عقیلی نے اسے ضعفاء میں- ابن عدی نے کامل' طبرانی نے کبیر' ابونعیم نے حلیہ' شیرازی نے القاب میں ذکر کیا' الدعامہ' لباب الاخبار ص ۳۱)

۴- عن واثلته بن الاصقع نحوه مرفوعا- واثلہ بن اصقع سے بھی ایسے ہی مرفوعا مروی ہے (طبرانی کبیر- دعامہ ص ۱۹)

۵- عن انس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان لله ملائکته موکلین علی ابواب المجامع یوم الجمعة یستغفرون لاصحاب العمائم البیض-

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ کے لئے فرشتوں کی ایک جماعت مقرر ہے جو جمعہ کے روز جامع مساجد کے دروازوں پر بیٹھ کر سفید عمامہ پہن کر آنے والے نمازیوں کے لئے دعائے

مغفرت کرتی ہے۔ (اللالی عقیلی۔ ابن عدی۔ طبرانی۔ ابو نعیم۔ شیرازی۔ دعامہ ص ۹)

۶۔ عن عمرو بن حریث عن ابیہ و عن الحسن بن علی انہ راء نی النبی صلی اللہ علی و آلہ وسلم علیا لمنبر و علیہ عمامۃ سوداء وقد ارخی طرفھا بین کتفیہ

عمر بن حریث اپنے باپ سے اور حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو منبر پر تشریف فرما دیکھا تو آپ پر سیاہ رنگ کا عمامہ تھا جس کی طرف دونوں کندھوں کے درمیان لٹکی ہوئی تھی۔ (ابوداؤد ص ۲۰۹ ج ۲۔ قسطلانی ص ۴۲۸ ج ۲)

۷۔ عن ابی اسحاق قال ارانی علی بن ابی طالب وھو یخطب و علیہ ازار و رداء و عمامہ اھ

ابو اسحاق فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت علی مرتضیٰ ابن ابی طالب دیکھائے گئے جب کہ آپ پر تہہ بند۔ چادر اور عمامہ تھا۔ (در مںثور۔ مکارم اخلاق الطبرانی۔ افضل الکلام ص ۲۸)

نوع خامس وضو کے ضمن میں نبی علیہ السلام کے لئے عمامہ کا ثبوت جو کہ بعینہ نماز کے لئے ثبوت ہے

حدیث ۱۔ قال بکر قال سمعت من ابی المغیرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم توضاء فمسح بناصیتہ و علی العمامۃ و علی الخفین۔

بکر نے کہا کہ میں نے ابو مغیرہ سے سنا کہ یقیناً نبی اکرم ﷺ نے وضو کیا تو ناصیہ۔ عمامہ اور موزوں پر مسح کیا۔ (رواہ مسلم۔ نووی ص ۲۹۶ ج ۱۔

قسطلانی ص ۲۶۸ ج ۱)

۲- عن مغیرة بن شعبة ان النبی صلی الله علیه وسلم توضاء ومسح بناصیة و علی العمامة و علی الخفین۔

مغیرہ بن شعبہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے وضو کیا اور اپنے ناصیہ (سر کا اگلا حصہ) عمامہ اور موزوں پر مسح کیا۔ (مسلم۔ نووی ص ۲۹۴ ج ۱ ۔ نصب الرایۃ ص ۲ ج ۱)

۳- عنه مسح علی الخفین و مقدم راسه و علی عمامة انہیں سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے موزوں۔ اپنے سر کے اگلے حصہ اور عمامہ پر مسح کیا۔ (مسلم۔ نووی ص ۲۹۸)

۴- عن انس قال رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم یتوضا و علیه عمامة قطریة فادخل یده تحت العمامة فمسح مقدم راسه ولم ینقض العمامة

حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو وضو کرتے دیکھا قطریہ (روئی) کا عمامہ تھا تو آپ نے عمامہ اتارے بغیر عمامہ کے نیچے سے ہاتھ ڈال کر سر کے اگلے حصہ کا مسح کیا۔

ابو داؤد نے اسے روایت کرنے کے بعد خاموشی اختیار کی۔ منذری۔ حاکم نے مستدرک میں روایت کیا اور اس پر خاموشی اختیار اھ (نصب الرایہ ص ۲ ج ۱)

۵- عن عطاء انه علیه السلام توضا فی العمامة و مسح علی الناصیة عطاء سے مروی ہے کہ آپ علیہ السلام نے عمامہ سر پر رہتے ہوئے وضو کیا اور اپنے سر کے اگلے حصے کا مسح کیا۔ (بیہقی۔ فتح

القدیر ص ۵۔ امام شافعی۔ قسطلانی ص ۲۶۸ ج ۱)

ابن ہمام۔ ابن حجر اور قسطلانی نے کہا کہ یہ حدیث مرسل ہے لیکن ایک اور وجہ سے جو کہ موصول ہے سے اس کی تائید ہو جاتی ہے (فتح القدیر ص ۵۔ قسطلانی ص ۲۶۸)

نوع سادس ائمہ اربعہ مجتھدین صحاح ستہ و دیگر محدثین کی احادیث سے عمامہ کا ثبوت۔

احادیث امام اعظم رضی اللہ عنہ۔ عن عمر قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یوم فتح مکه علی بعیر اورق متقلدا بقوس متعمما بعمامته سوداء من وبر۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن بھورے اونٹ پر کمان لٹکائے اون کا سیاہ عمامہ سر پر باندھے ہوئے تھے۔

۲۔ عن ابن عمر ان رجلا قال یا رسول الله صلی الله علیه وسلم مایلبس المحرم من الثیاب قال لایلبس القمیص و العمامه ولا القباء ولا السراویل اھ

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محرم کون سے کپڑے پہن سکتا ہے فرمایا قمیص۔ عمامہ۔ جبہ اور شلوار نہیں پہن سکتا۔ (مسند الامام الاعظم ص ۱۱۶ - ص ۲۷)

احادیث امام مالک رضی اللہ عنہ۔ ۱۔ مذکورہ بالا حدیث ابن عمر کو امام مالک رضی اللہ عنہ نے بھی روایت کیا ہے (موطا امام مالک ص ۲۰۰)

۲۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت پہنچی

ہے کہ ان سے عمامہ کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا پانی کا سر کے بالوں کو لگنا ضروری ہے۔

امام محمد رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم اسی پر عمل کرتے ہیں اور یہی امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے (موطا امام محمد ص ۷۰ باب المسح علی العمامتہ)

احادیث امام شافعی رضی اللہ عنہ۔ حدیث ا۔ عطاء سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو عمامہ کو پیچھے ہٹا کر سر کے اگلے بالوں پر مسح کیا (امام شافعی۔ قسطلانی ص ۲۲۸ ج ا)

نیز اس کا ذکر وضو کے بیان میں ہو چکا ہے۔

۲۔ اور اگر کوئی شخص صرف عمامہ پر ہی مسح کرتا ہے سر کے کسی بھی حصہ پر مسح نہیں کرتا تو یہ جائز نہیں یہ ہمارے یعنی شافعیوں کے نزدیک بلااختلاف ہے اور یہی امام مالک' ابوحنیفہ اور اکثر علماء کرام رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے (نووی باب مسح الخفین ص ۲۹۴ ج ا)

احادیث امام احمد رضی اللہ عنہ حدیث ا۔ مذکورہ بالا حدیث امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کی ہے نیز اسے ابن خزیمہ۔ ابی عوانہ نے بھی روایت کیا تعلیق المجد ص ۲۰۹)

حدیث ۲۔ وضو میں جو صرف عمامہ پر مسح کا اکتفاد کر لیتا ہے تو وہ امام احمد کے نذدیک جائز ہے (قسطلانی ص ۱۸۰ ج ا نووی المسح علی الخفین ص ۲۹۴ ج ا)'

احادیث بخاری ا۔ جعفر بن عمرو اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عمامہ اور موزوں کو پر مسح کرتے دیکھا (ص ۳۲ ج ا)

حدیث۲۔ حدیث ابن عمر جو کہ مسند امام اعظم، امام مالک امام کے حوالہ سے مذکور ہو چکی ہے (بخاری شریف کتاب العلم ص ۲۵ ج ۱) کتاب الحج ص ۱۷۱ ج ۱ باب ابرانس ص ۷ ج اُ۔ کتاب اللباس باب السراویل ص ۱۷، باب العمائم ص ۱۷)

وجہ استدلال = ۱۔ ولا عمامتہ کے قول سے باب کے ساتھ مطابقت ہے (قسطلانی ص ۴۲۸ ج ۸)

۲۔ ترجمہ اور حدیث سے اُس طرف اشارہ کیا کہ حالت احرام کے بغیر عمامہ پہننا سنت انبیاء و مرسلین صلوات اللہ علیہم اجمعین ہے اس لئے حالت احرام میں اس کو ترک کرنے کا حکم دیا۔ (الدعامتہ ص ۱۲)

احادیث مسلم۔ امام مسلم نے اپنی جامع میں تین احادیث یعنی حدیث بکر مغیرہ سے دو احادیث روایت کی ہیں جو کہ اثبات عمامہ کے ضمن میں پہلے مذکور ہو چکی ہیں اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

احادیث ترمذی ۱۔ عن ابن عمر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اعتم سدل عمامتہ بین کتفیہ۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب عمامہ پہنتے تو دو کندھوں کے درمیان اس کا ایک پہلو لٹکاتے تھے اور امام ترمذی نے اسے حدیث حسن غریب کہا (ترمذی باب العمائم ص ۲۱۹۔ شمائل ص ۵۰۳۔ مشکوۃ باب اللباس ص ۳۰۳)

۲۔ عن رکانہ بن عبدیزید المطلبی قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرق ما بیننا و بین المشرکین العمائم علی القلانس۔

رکانہ بن عبدیزید مطلبی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے اور مشرکین کے مابین امتیاز ٹوپیوں پر عمامے باندھنا ہے۔ (ترمذی باب

اللباس ص ۲۱۹)

۳- عن جابر دخل النبی صلی اللہ علیہ وسلم مکۃ الحدیث۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ مکہ میں داخل ہوئے آخر حدیث (ترمذی ص ۲۱۹۔ شمائل ص ۵۰۳)

۴- عمرو بن حریث فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے سر پر سیاہ عمامہ دیکھا (شمائل ص ۵۰۳)

۵- ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول کریم ﷺ کوئی نیا کپڑا زیب تن فرماتے تو اس کا نام عمامہ قمیص رداء یعنی چادر وغیرہ لے کر دعا فرماتے۔

اللهم لک الحمد کما کسوتنیه اسئلک خیرہ و خیر ما صنع له و اعوذبک من شر و شر ما صنع له

اے اللہ تیرے لئے ہی حمد و ثنا ہے جس طرح تو نے مجھے یہ پہنایا میں تجھ سے اس کی بھلائی چاہتا ہوں اور اس کی بھلائی جس کے لئے یہ بنایا گیا اور میں تجھ سے اس کے شر سے اور اس کے شر جس کے لئے بنایا گیا ہے پناہ چاہتا ہوں۔ (ترمذی ص ۲۱۹۔ ابوداؤد۔ مشکوۃ شریف ص ۳۱۹)

۶- قال نافع کان ابن عمر یسدل عمامتہ بین کتفیه حضرت نافع فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنے عمامہ کا سدل اپنے دو کندھوں کے مابین رکھتے تھے۔ (باب لباس ترمذی ص ۲۱۹۔ شمائل ص ۵۰۳)

۷- عبید اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے قاسم بن محمد اور سالم کو دیکھا وہ اسی طرح (سدل) کرتے تھے۔ (ترمذی ص ۲۱۹۔ شمائل ص ۵۰۳)

احادیث ابوداؤد ۱- حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

رسول اللہ ﷺ نے عمامہ میرے سر پر باندھا تو اس کا سدل میرے آگے اور پیچھے رکھا (یعنی نیچے والا سرا پیچھے اور اوپر والی طرف کا کچھ حصہ اگلی جانب تھا جیسے افغانستان، سرحد، وزیرستان کے لوگ رکھتے ہیں۔ مترجم) (ابوداؤد مشکوۃ شریف ص ۳۰۳۔ ابن ابی شیبہ۔ قسطلانی ج ۸ ص ۴۲۸)

۲۔ حضرت جابر کی حدیث جو وضو کے ضمن میں ابھی مذکور ہوئی (ابوداؤد ص ۲۰۹ ج ۱)

۳۔ حدیث انس آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے دیکھا (آخر حدیث تک) (ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ مشکوۃ شریف ص ۳۱۹)

۴۔ حضرت عمرو بن حریث اور امام حسن کی مروی حدیث جمعہ سے متعلق احادیث کے ضمن میں گذر چکی ہے (ابوداؤد ص ۲۰۹ ج ۱۔ قسطلانی ص ۴۲۸ ج ۸)

۵۔ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غدیر خم کے دن میرے سر پر عمامہ باندھا تو اس کا حصہ میرے کندھے پر لٹکایا۔ (ابوداؤد طیالسی۔ ابن ابی شیبہ۔ ابن منیع۔ سنن کبری بیہقی۔ دعامہ ص ۶۔ ابونعیم معرفۃ صحابہ میں۔ دیلمی۔ دعامتہ ص ۸)

احادیث نسائی ۱۔ عمر بن حریث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی علیہ السلام پر خرقانیہ عمامہ دیکھا (نسائی۔ شرح شمائل مناوی۔ حاشیہ نسائی امام سیوطی۔ غریب المروی للبازری۔ دعامہ ص ۹۲)

۲۔ سالم کی حدیث الاسبال پہلے گذر چکی ہے۔

احادیث ابن ماجہ [illegible] حضرت سالم کی حدیث الاسبال جو کہ بحوالہ نسائی بھی گذر چکی ہے۔ (ابن ماجہ۔ مشکوۃ شریف ص ۳۱۵)

عمامہ کے رنگوں کا بیان

عمامہ کے پانچ رنگ ہیں جن میں سے سفید افضل ہے اور سفید ہی غزوۂ بدر میں تھا۔ عن عائشہ عن علی و ابن عباس قال کانت سیما الملائکتہ یوم بدر عمائم بیض. قد ارسلوھا علی ظھور ھم۔

حضرت ام المومنین عائشہ سے مروی ہے کہ حضرت علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ غزوۂ بدر کے دن فرشتوں کی علامت سفید عمامے تھے جن کے شملے ان کی پشت پر تھے۔ (ابن مردویہ۔ ابن کثیر سورت آل عمران ص ۲۸ ج ۲ سیرت حلبیہ و دعامتہ ص ۶۵ جلالین صاوی۔ خازن ص ۲۸۰۔ اسحاق۔ طبرانی۔ دعامہ ص ۶۶)

سفید رنگ بوجوہ افضل ہے ۱۔ سفید رنگ اس لئے بھی افضل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین نے اس پر مواظبت کی (نووی ص ۱۵۷ ج ۱)

۲۔ محدثین۔ اصحاب سیر کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمامہ کا رنگ سفید' سیاہ' زرد اور اکثر سفید تھا۔ (اسعاف الراغبین' دعامہ ص ۸۵' مسلک المتقین جامہ ص ۲۹۸)

۳۔ افضل سفید رنگ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور فرشتوں کا دیگر رنگ کے عمامہ زیب سر فرمانا اس کے معارض نہیں ہے کیونکہ اس کے کئی مقاصد ہیں ان کے تحت مختلف رنگ پہنے جا سکتے ہیں۔ (شرح شمائل ترمذی مناوی۔ تحفتہ المحتاج۔ دعامہ ص ۸۵) اور اس پر یہ دلیل ہے کہ حضرت ابن عمر

رضی اللہ عنہ اور سمرہ بن جندب سے مروی ہے کہ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البسوا الثیاب البیض اے العمامۃ و الازاروالرداء التیسیر للمناوی۔ دعامہ ص ۸۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفید کپڑے پہنا کرو یعنی عمامہ، قمیص اور چادر سفید پہنو۔

فانھا اطیب و اطھر و کفنوموتاکم۔ کیونکہ سفید کپڑا زیادہ پاکیزہ ہے اور اسی میں اپنے مردوں کو کفن دو (احمد۔ دار قطنی۔ ترمذی اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ مستدرک حاکم اور حاکم نے اس کو صحیح کہا طبرانی اور دعامہ ص ۸۴)

بدر میں سیاہ عمامے تھے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے مسومین یعنی علامت والے تھے ان کی پہچان سیاہ رنگ کے عمامے بدر کے دن تھے (طبرانی۔ دیلمی۔ سیرت جلیہ۔ ابن مردویہ۔ دعامہ ص ۶۶، ابن کثیر ص ۲۷۹ ج ۲)

بدر میں زرد رنگ کے عمامہ تھے ابن عباس۔ مروہ۔ ہشام۔ کلبی و یحیی اور زبیر نے کہا۔

قال الرسول علیہ السلام المسومین معلمین کانت علی الملائکۃ عمائم صفر قد ارسلوھا بین اکتافھم۔

رسول کریم علیہ السلام نے فرمایا مسومین کا معنی ہے علامت والے کہ فرشتوں پر زرد رنگ کے عمامے تھے جن کے شملے کندھوں کے درمیان تھے (جلالین ص ۵۵۔ صاوی ص ۱۵۷۔ مدارک ص ۲۸۰۔ ابن جریر۔ روح البیان ص ۹۰ ج ۲۔ ابن ابی حاتم۔ ابن مردویہ۔ ابن کثیر سورت آل عمران ص ۲۷۹۔

رضی اللہ عنہ اور صمرہ بن جندب سے مروی ہے کہ

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم البسوا الثیاب البیض اے العمامنه و الازار والرداء التیسیر للمناوی۔ دعامہ ص ۸۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفید کپڑے پہنا کرو یعنی عمامہ، قمیص اور چادر سفید پہنو۔

فانها اطیب و اطهر و کفنوموتاکم۔ کیونکہ سفید کپڑا زیادہ پاکیزہ ہے اور اسی میں اپنے مردوں کو کفن دو (احمد۔ دار قطنی۔ ترمذی اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ مستدرک حاکم اور حاکم نے اس کو صحیح کہا طبرانی اور دعامہ ص ۸۴)

بدر میں سیاہ عمامے تھے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے مسومین یعنی علامت والے تھے ان کی پہچان سیاہ رنگ کے عمامے بدر کے دن تھے (طبرانی۔ دیلمی۔ سیرت حلبیہ۔ ابن مردویہ۔ دعامہ ص ۶۶، ابن کثیر ص ۷۹ ۲ ج ۲)

بدر میں زرد رنگ کے عمامہ تھے ابن عباس۔ مروہ۔ ہشام۔ کلبی و یحیی اور زبیر نے کہا۔

قال الرسول علیه السلام المسومین معلمین کانت علی الملائکته عمائم صفر قدار سلوها بین اکتافهم۔

رسول کریم علیہ السلام نے فرمایا مسومین کا معنی ہے علامت والے کہ فرشتوں پر زرد رنگ کے عمامے تھے جن کے شملے کندھوں کے درمیان تھے (جلالین ص ۵۵۔ صاوی ص ۱۵۷۔ مدارک ص ۲۸۰۔ ابن جریر۔ روح البیان ص ۹۰ ج ۲۔ ابن ابی حاتم۔ ابن مردویہ۔ ابن کثیر سورت آل عمران ص ۲۷۹۔

حاکم ابن اسحاق۔ دعامہ ص ۶۶)

غزوۂ احد میں سرخ رنگ کے عمامہ تھے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ احد کے میدان میں فرشتوں کی علامت سرخ رنگ کے عمامے تھے۔ (طبرانی۔ ابن مردویہ۔ دیلمی۔ دعامہ ص ۶۶)

حنین میں سبز رنگ کے عمامہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حنین کے دن فرشتوں کی علامت سبز رنگ کے عمامہ تھے۔ (طبرانی۔ ابن مردویہ۔ ابن اسحاق۔ سیوطی۔ دعامہ ص ۶۶)

رنگوں میں مطابقت علماء و محدثین فرماتے ہیں کہ جن غزوات میں فرشتوں کے متعلق مختلف رنگوں کا ذکر ہے ان میں یوں تطبیق دی جا سکتی ہے کہ کچھ فرشتوں کے عماموں کا رنگ زرد تھا اور کچھ کا سبز کچھ کا بیض اور سفید کا سیاہ اور بعض کا سرخ جیسا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے (دعامہ ص ۶۷)

عمامہ کا اجماع امت سے ثبوت احادیث مبارکہ اور علماء امت کی عبارات سے واضح ہو جاتا ہے کہ عمامہ کی سنت ہونے پر امت کا اجماع ہے نیز اس کے اسبال رکھنے پر بھی اسبال ہر کپڑے میں ہوتا ہے چادر۔ قمیص یا عمامہ ہو (ابوداؤد۔ نووی باب لباس ص ۱۹۴ ج ۲۔ مرقات حاشیہ مشکوۃ شریف ص ۳۶۵۔ مظاہر حق فصل سوم ص ۳۷۹، ص ۴۸۳)

عمامہ کے مسائل ۱۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اسبال یعنی جو حاجت سے زائد ہو اور لمبائی اور فراخی میں مقدار شرعی سے جو زائد ہو وہ مکروہ ہے (نووی ص ۱۹۵ ج ۲)

۲۔ عمامہ کھڑے ہو کر باندھنا چاہیے بیٹھ کر باندھنا غربت کا پیش

خیمہ ہے حدیث شریف میں ہے۔

من تسرول قائما او تعمم قاعدا ابتلاہ اللہ ببلاء لا دواء

لہ

جو شلوار کھڑے ہو کر پہنے یا دستار بیٹھ کر باندھے اسے اللہ تعالیٰ ایسی بیماری میں مبتلا کر دے گا جس کی کوئی دواء نہ ہو۔ (برھنہ ص ۱۴۱۔ کتاب السیر۔ مسلک المتقین ص ۲۹۸)

۳۔ جو شخص دوبارہ عمامہ باندھنا چاہتا ہے وہ ایک ایک بل کر کے پہلے کھولے۔ یہ یکبارگی کھولنے سے زیادہ مستحسن ہے۔ (خلاصہ الفتاوی ج ۲ ص ۵۵۰)

پانچویں فصل عمامہ کے طول و عرض کے بیان میں

طول (لمبائی)۔ کمتر از ہفت گز عمامہ مپیچ۔ کہ نسازد ادائے سنت ہیچ

ترجمہ۔ سات گز سے چھوٹا عمامہ نہ باندھ۔ کہ اس سے سنت ادا نہیں ہوتی۔ (مسلک المتقین ص ۲۹۸)

۲۔ رسول کریم ﷺ کا عمامہ سات گز تھا اسی سے شملہ اور اوپر والی طرف جو چھوڑی جاتی ہے تھی یہ قول امام طبری کی طرف منسوب ہے۔ (مدخل۔ دعامتہ ص ۸۱۔ شرح سیرت شامیہ ابن حجر۔ جمع الوسائل۔ دعامہ ص ۸۰)

۳۔ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب قول پڑھا ہے کہ آپ ﷺ کا عمامہ سات گز اور چوڑائی و عرض میں گز تھا۔ (بعض الحفاظ۔ دعامتہ ص ۸۰)

۴۔ بعض احناف سے منقول ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی دستار عام طور پر سات گز کی تھی لیکن جمعہ و عیدین پر جو استعمال فرماتے تھے وہ بارہ گز کی تھی (روضتہ الاحباب ص ۴۷۴۔ حاشیہ دلائل الخیرات حزب یوم الاحد ص ۲۱۵۔ گلوی شرح تحفہ النصائح ص ۱۵۷)

۵۔ علامہ جزری فرماتے ہیں کہ میں نے متعدد کتب کا مطالعہ کیا کہ رسول کریم ﷺ کے عمامہ کی مقدار معلوم کر سکوں لیکن مجھے تو کوئی حوالہ نہ ملا لیکن میرے بااعتماد اور قابل وثوق دوست نے بتایا کہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ کا عمامہ دو قسم کا تھا ایک چھوٹا اور ایک بڑا۔ چھوٹا سات گز کا تھا اور لمبا بارہ گز کا تھا (مرقات باب اللباس ص ۳۶۶۔ تصحیح المصابیح۔ شرح مواقف۔ وعامہ ص ۸۱۔ مسلک المتقین ص ۱۹۸۔ رسالہ آداب سید البشر۔ تحفہ رسولیہ۔ ھدایتہ الابرار ص ۳۵۔۳۶۔ لواقح الانوار امام عبدالوھاب شعرانی۔ وعامہ ص ۶)

۶۔ علماء نے فرمایا کہ آپ ﷺ کا عمامہ اتنا بڑا بھی نہ تھا کہ جس کا اٹھانا باعث تکلیف ہو جیسا کہ آج کل کچھ لوگ بہت بڑا باندھ لیتے ہیں اور نہ اتنا چھوٹا تھا کہ گرمی' سردی کی تکلیف سے سر کی حفاظت نہ کرے بلکہ درمیانہ تھا۔ (مذاہب اللدنیہ۔ شرح شفاء خفاجی۔ سیرت شامیہ۔ اس کی ابن حجر کی شرح۔ مناوی کی شرح شمائل۔ ملاعلی قاری کی جمع الوسائل۔ وعامتہ ص ۸۰)

عمامہ کا عرض ۱۔ دستار کا عرض و چوڑائی نصف گز ہے یا اس سے کمی و بیشی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔ (رسالہ آداب سید البشر۔ تحفہ رسولیہ۔ ھدایتہ الابرار ص ۳۶۔ ۳۵)

۲۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اوپر حدیث مذکور ہوئی اس میں لفظ فی عرض ذراع ہے یعنی چوڑائی و عرض میں ایک گز۔ (وعامہ ص ۸۳)

ذراع کی مقدار وگزے بیست و چہار انگشت است کہ شش قبضہ با شد (اھ)۔ ایک گز چوبیس انگلی کا ہے کہ چھ مشت ہے۔ (رسالہ آداب البشر۔ تحفہ رسولیہ۔ ھدایتہ الابرار۔ ص ۳۶-۳۵ مسلک المتقین ص ۲۹۸)

سوال : بعض احادیث میں لا اصل لہ ای معلق او ضعیف یعنی اس کی کوئی اصل نہیں یعنی تعلیق یا ضعیف ہے۔

جواب : اگرچہ مرفوع نہیں تعلیق یا ضعیف لیکن تعدد طرق سے ضعف ختم ہو جاتا ہے اور حدیث درجہ حسن کو پہنچ جاتی ہے جیسا کہ علماء اصول حدیث کے نزدیک محقق ہے۔

۲- رسول اکرم ﷺ کے لباس پہننے اور پہنانے کے فعل سے اس کی تقویت ہو جاتی ہے۔

۳- رسول اللہ ﷺ اور خلفاء راشدین کے اس پر مواظبت کرنے سے اسے تقویت حاصل ہو جاتی ہے۔

۴- شاہد سے اسے تقویت ملتی ہے جس سے یہ حدیث حسن لغیرہ بن جاتی ہے۔ (تیسیر مناوی۔ عزیزی۔ دعامہ ص ۱۲۔ تحفہ المحتاج۔ دعامہ ص ۱۵)

۵- فضائل اعمال میں ضعیف حدیث قابل حجت ہوتی ہے۔ (کبیری ص ۶۰)

۶- احادیث صحیحہ جو ائمہ اربعہ مجتھدین اور صحاح ستہ سے منقول ہیں وہ کثیرہ ہیں۔

خاتمہ مختلف امور میں

امرِاول شملہ رکھنا سنت موکدہ ہے۔

۱۔ فش زیر عمامہ سنت موکدہ است۔ دستار کی نچلی طرف کو لٹکانا سنت موکدہ ہے (مسلک المتقین ص ۲۹۹)

۲۔ ان العذبة سنته موكدة یقیناً عذبہ یعنی شملہ رکھنا سنت موکدہ ہے۔ تیسیر مناوی شرح شمائل۔ عزیزی۔ باجوری۔ شرح منہاج ابن حجر۔ شرح مواہب۔ سیوطی۔ دعامہ ص ۵۷)

۳۔ احادیث کا خلاصہ۔ مفاد یہ ہے کہ عذبہ (شملہ) سنت ہے جیسا کہ شرح مواہب و شرح منہاج کے حوالہ سے گذر چکا ہے (دعامہ ۴۹)

۴۔ و سنة العذبة تحصل بالكل۔ عذبہ کا مسنون ہونا کل سے حاصل ہوتا ہے۔ (شرح مناوی۔ شرح منہاج۔ سیرت شامیہ۔ دعامہ ص ۵۵)

سوال: عمامہ کے ذنب یعنی عذبہ کا مسنون ہونا کیسے ثابت ہو سکتا ہے جب کہ علماء اسے مستحب کے لفظ سے تعبیر کر رہے ہیں عمامہ کے ذنب کی مقدار میں استحباب کا ذکر کرتے ہیں۔

جواب: کندھوں کے مابین لٹکانے کی نسبت سے مستحب کہتے ہیں نہ کہ نفس عذبہ کو مستحب کہتے ہیں کیونکہ نفس عذبہ (شملہ) سنت ہے جیسا کہ علامتہ العصر باقی خان بخاری نے اس کی تحقیق ذکر کی ہے۔ (ملخص مسلک المتقین ص ۳۰۰)

امرِثانی شملہ کی مقدار ۱۔ عمامہ کا شملہ دو کندھوں کے درمیان وسط کمر میں چھوڑنا مستحب ہے۔ (کنز۔ تنویر۔ درمختار ص ۴۸۱ ج ۵۔ زیلعی

ص ۲۲۹ ج ٦ خلاصہ ۵۵۰ ج ۴۔ مظاہر حق باب الخطبہ ص ۷۰ ۴۔ ملا بدمنہ ص ۱۱۸ یمین العلم ص ۱۲۴ مسلک المتقین ص ۲۹۹)

۲۔ مقدار شملہ ایک بالشت ہے بعض نے کہا بیٹھتے وقت نیچے نہ لگے۔ زیلعی ص ۲۲۹ ج ٦۔ درمختار ص ۴۸۱۔ عینی کنز ص ۲۷۵ ج ۴۔ ملا بدمنہ ص ۱۱۸۔ مسلک المتقین ص ۳۰۰۔ عین العم ص ۱۲۴۔

۳۔ مروی ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سیاہ عمامہ باندھتے جس کا شملہ پس پشت ایک گز ہوتا تھا (ابن سعد۔ ابن ابی شیبہ۔ دعامہ ص ۵۹)

میں (صاحب کتاب ہذا) کہتا ہوں کہ یہ حدیث موضع جلوس تک والے قول کی تائید کرتی ہے۔

۴۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمامہ باندھا تو شملہ چہار انگشت رکھا یا ایک بالشت کے قریب تقریباً" پھر فرمایا اسی طرح میں باندھتا ہوں اور یہ زیادہ معروف اور احسن ہے۔ (بیہقی ابو یعلی' بزاز' ابن ابی الدنیا' طبرانی' ابن ابی شیبہ' کشف الغمہ' دعامہ ص ۵۸)

میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث بالشت والے قول کی دلیل ہے اور عمرو بن حریث کی روایت میں بین کتفیہ کے الفاظ تینوں اقوال مذکورہ کو شامل ہے اسی لئے صاحب عین العم نے کہا وَالکُل مَروِیٌّ تمام اقوال مروی ہیں (ص ۱۲۴) متبادر اور ظاہر میانہ مقدار ہے۔

وجوہات الترجیح الاول۔ الفاظ ترجیح نمبر ۱ میانہ درجہ پسندیدہ ہے۔ (عین العلم ص ۱۲۴)

۲۔ ھو افضل اور وہ افضل ہے۔ (گلوی شرح تحفہ)

۳۔ حدیث شریف خیر الامور اوسطھا۔ بہتر و افضل کام میانہ روی ہے۔

ثانی- متون کی معتبر کتب میں یہی قول مذکور ہے باقی دو اقوال کے متعلق قیل سے ان کے ضعف کی طرف اشارہ ہے-

ثالث حدیث کے الفاظ بین کتفیه سے یہی مفہوم متبادر اور ظاہر ہے-

الامر الثالث مقام شملہ دو کندھوں کے درمیان وسط کمر ہے' دایاں کندھا' بایاں کندھا' سامنے اور پیچھے ہیں لیکن افضل و احسن کندھوں کے درمیان ہے کیونکہ یہ حدیث اقویٰ اور اصح ہے لہٰذا دیگر احادیث اس کی معارض نہیں ہو سکتیں یہ بھی ممکن ہے کہ دیگر روایات بیان جواز کے لئے ہوں بہرصورت جہاں بھی شملہ رکھے سنت ادا ہو جائے گی- (شرح شمائل ابن حجر- شرح المنہاج- شرح شمائل مناوی- شرح مواہب- شیرت شامیہ- دعامہ ص ۵۴ تا ۵۶ نبی کریم ﷺ کا شملہ اکثر پس پشت ہوتا تھا (لمعات- ہدایتہ الابرار ص ۳۵- اشعہ اللمات- حاشیہ ترمذی ص ۲۱۹)

امر رابع شملہ کی تعداد: عمرو بن حریث میں ہے دونوں اطراف کے مابین دو شملے لٹکائے (مسلم- مشکوۃ شریف ص ۹۴) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جب وسط کمر میں رکھتے تو اس وقت دو شملے لٹکاتے تھے یعنی عمامہ کی نچلی اور اوپر والی اطراف دونوں کو لٹکاتے شراح حدیث نے فرمایا کہ کبھی کبھی آپ کے دو شملے ہوتے تھے چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں- گاہے دو علاقہ بودے میان دوش مبارک- کبھی آپ کے کندھوں کے درمیان دو شملے ہوتے تھے- (اشعتہ اللمعات ص ۵۵۳ ج ۲- مظاہر حق ص ۷۹ ۴- حاشیہ ترمذی ص ۲۱۹- شرح دلائل الخیرات حزب الاحد ص ۲۱۵)

امر خامس اعتراضات کے جوابات

سوال : عمامہ کا سنت ہونا اور قدرت کے باوجود اس کا ترک کرنا مکروہ کیسے ہو سکتا ہے جب کہ امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا "مساجد میں آؤ ننگے سر یا ڈھانپے ہوئے" (ابن عدی۔ ابن عساکر۔ دعامہ ص ۱۲)

جواب ۱۔ اس حدیث سے مقصود یہ ہے کہ مسجد میں ہر حالت میں آنا چاہئے خواہ سر پر عمامہ ہو یا نہ ہو لہٰذا عمامہ کا نہ ہونا جمعہ و جماعت کے ترک کا سبب نہیں بن سکتا کیونکہ جمعہ فرض عین ہے اور جماعت ایک قول کے بموجب واجب دوسرے کے مطابق سنت موکدہ واجب کے قریب ہے اور عمامہ قدرت و استطاعت کی صورت میں سنت موکدہ ہے۔ (شرح شمائل شیخ حفنی، شرح شمائل شیخ فیضی۔ دعامہ ص ۱۲، ۱۳، ۱۴ محاضرۃ الاوائل۔ شرح جامع صغیر مناوی) لہٰذا بغیر عمامہ کے آنا یا ننگے سر آنا قدرت نہ ہونے کی صورت پر محمول ہو گا۔

جواب ۲۔ ابن عدی اور ابن عساکر کی حدیث ائمہ اربعہ مجتہدین اور صحاح ستہ کی احادیث کے معارض نہیں ہو سکتی۔

جواب ۳۔ یہ حدیث موقوف ہے جو کہ صحیحہ صریحا" کے ہم پلہ نہیں ہو سکتی۔

سوال ۲۔ عمامہ سنن زوائد سے ہے اور سنن زوائد عادات کے قبیل سے ہوتی ہیں نہ کی عبادات کے زمرہ سے کیونکہ آپ کا لباس، بیٹھنے، اٹھنے میں سیرت طیبہ بطور عبادت و قرب خداوندی نہ تھی (نور الانوار وغیرہ)

جواب : عمامہ کو سنن زوائد سے شمار کرنا سلف و خلف کے اقوال کے خلاف ہے اور ائمہ اربعہ مجتہدین و صحاح ستہ وغیرہ کی احادیث کے خلاف قول کرنا ہے۔

نیز سنن زوائد کو عادت کے قبیل گردانا اور عبادات سے ان کی نفی کرنا بوجوہ غیر صحیح ہے۔

وجہ ۱۔ عبادت و عادت کے مابین فرق نیت ہے جو کہ اخلاص پر مبنی ہو جیسا کہ کافی وغیرہ میں ہے اور رسول کریم ﷺ کے تمام افعال بدرجہ اتم اخلاص پر مبنی تھے۔ (شامی وضوء ص ۷۰ وضوء ج ۱)

وجہ ۲۔ علماء نے سنن زوائد کی امثلہ میں قرات، رکوع، سجود کو بھی ذکر کیا ہے جب کہ ان سب کے عبادت ہونے میں کسی کو شک نہیں۔ (شامی ص ۷۰ ج ۱)

وجہ ۳۔ سنن زوائد سنت کی اقسام سے ہیں اور سنت کی تعریف۔

سنت کی تعریف الطریقۃ المسلوکۃ فی الدین۔ وہ طریقہ جس پر دین میں چلا جائے۔ لہٰذا وہ بذات خود عبادت ہے (شامی ص ۷۰ ج ۱)

وجہ ۴۔ علماء فرماتے ہیں کہ نفل عبادات سے ہے جس کا درجہ سنت زائدہ سے بھی کم ہے۔ تو یہ قول تصریح ہے اس بات کی کہ سنن زوائد نوافل سے اعلیٰ و افضل ہیں تو سنن زوائد کا عبادت ہونا بطریق اولی ثابت ہوا اور اس کا عکس لازم نہیں آتا کیونکہ اس کا عکس باطل ہے۔

تو سنن زوائد کا عادت ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان پر اتنی مواظبت کی کہ وہ آپ کی عادت ہی بن گئی کبھی کبھی اس کو ترک کیا لہٰذا سنن زوائد بذا تھا عبادت ہیں جن کو عادت کا نام دے دیا گیا۔ (شامی ص ۷۰ ج ۱)

سوال ۳۔ آقا علیہ السلام نے کبھی عمامہ سیاہ کبھی سرخ بھی پہنا ہے اور اس کی مقدار کبھی سات گز کبھی بارہ گز یا کم یا زیادہ کی یہ سنن زوائد

مستحب کے معنی میں ہے مگر یہ کہ علماء و محدثین نے اسے محبوب رکھا ہے کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کی عادت کریمہ تھی۔ (نور الانوار ملخص ص ۱۶۷)

جواب: عمامہ کے احادیث سے پانچ رنگ ثابت ہیں جن سے اس کا سنن زوائد سے ہونا لازم نہیں آتا۔

۲۔ مقدار بیان کرتے ہوئے اقل یا اکثر کہنا درست نہیں کیونکہ احادیث سے سات اور بارہ گز ثابت ہے۔

۳۔ سنن زوائد کو مستحب کے معنی میں لینا درست نہیں کیونکہ فقہاء نے کہا

و النقل و منه المندوب ترجمہ: نفل اور اس سے مندوب و مستحب ہے جب علماء نے مندوب و مستحب کو نوافل سے شمار کیا ہے جب کہ سنن زوائد کا درجہ نوافل سے فوق ہے۔ (شامی ص ۷۰ ج ۱)

۴۔ مستحب کا معنی بیان کرنا کہ ما احبه العلماء جامع نہیں بلکہ اس کی تعریف و معنی یہ ہے۔

و المستحب ما فعله النبی صلی الله علیه وسلم مرة و ترکه اخری و ما احبه السلف۔

یعنی مستحب وہ ہے جسے نبی کرم ﷺ نے کیا اور کبھی ترک کیا ہو اور جسے سلف صالحین نے محبوب جانا ہو' (درمختار ص ۸۷ ج ۱) تو یہ تعریف فعل رسول اللہ ﷺ کو بھی شامل ہے۔

۵۔ مستحب کی تعریف میں مطلق علماء کا ذکر نہیں بلکہ صرف سلف کا ذکر ہے۔

تمت بحول اللہ و توفیقه

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تصنیف: فقیہ جلیل مولانا وصی احمد محدث سورتی قدس سرہ العزیز

مسئلہ از سلون۔ ضلع رائے بریلی۔ مرسلہ محمد سلیمان صاحب۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسئلوں میں۔

۱۔مسئلہ اوّل:۔ نماز با عمامہ و بے عمامہ دونوں ثواب میں برابر ہیں یا نماز با عمامہ ثواب میں فضیلت رکھتی ہے اور نماز بے عمامہ کے درصورت فضیلت جو یہ حدیث ہے۔ صلاۃ تطوع او فریضۃ بعمامۃ تعدل خمسا وعشرین صلاۃ بلا عمامۃ وجمعۃ بعمامۃ تعدل سبعین جمعۃ بلا عمامۃ۔ تو یہ حدیث محدثین کے نزدیک ضعیف ہے یا موضوع اور ایسے اعمال میں یہ حدیث قابل عمل ہوگی یا نہیں؟

۲۔مسئلہ دوم:۔ اگر یہ حدیث مذکورۂ مسئلۂ اولی قابل عمل اعمال نہیں ہے اور کوئی شخص بسبب نفس پروری ایسے عمل پر بالکل اس حدیث کو موضوع سمجھے اور کتب معتبرہ فقہیہ کی عبارت جو اس کے ثواب پر دال ہیں۔ مثل عالمگیریہ وکنز وفتاوی جمعہ وآداب اللباس مؤلفہ شیخ محدث دہلوی وقنیہ وغیرہ تسلیم نہ کرے اور اس حدیث کے بیان کرنے والے پر لعن طعن کرے اور مفتری علی الاحادیث تصور کرے اور لوگوں کو تاکید اس امر کی کرے کہ عمامہ باندھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور قصداً عمامہ اتروا ڈالے اور عمامہ باندھنے کے باوجود تاکید احادیث ثواب نہ جانے تو وہ شخص قابل الزام شرعی ہوگا یا نہیں

۳۔مسئلہ سوم:۔ اگر امام ٹوپی دیئے ہو اور مقتدی عمامہ باندھے ہوں تو مقتدی کی نماز مکروہ ہوگی یا نہیں اور جس شخص کے پاس عمامہ موجود ہو اور وہ قصداً صرف ٹوپی سے نماز پڑھے تو نماز اس کی مکروہ ہوگی یا نہیں وہ شخص مورد الزام شرعی ہوگا یا نہیں۔

۴۔مسئلہ چہارم:۔ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم

وسلف صالحین نے عمامے سے نماز پڑھا ہے اور عمامے کو بے اصل جانا ہے یا نہیں۔

۵۔ مسئلۂ پنجم: کتاب جامع الرموز حنفیہ کے نزدیک معتبر ہے یا نہیں؟ اس کتاب کے مسئلوں پر عمل کرنا جائز ہے یا نہیں۔ یہ مسئلہ جو اکثر کتابوں میں درج ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس قمیض اور ازار اور عمامہ موجود ہو تو اس کو صرف ازار یا صرف قمیض سے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ پس آیا یہ مسئلہ کتب فقہیہ حنفیہ میں موجود ہے اور اس کے موافق ہے یا خلاف فقہ ہے۔ بینوا من السند بالکتاب وتوجروا من اللہ الوھاب۔

جواب مسئلۂ اول ومسئلہ دوم: رب زدنی علما واشرح لی صدرا. نماز با عمامہ ونماز بے عمامہ دونوں یکساں نہیں بلکہ نماز با عمامہ کو فضیلت ہے اور ثواب اس کا یقیناً زائد ہے۔ اس واسطے کہ عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنا مستحب ہے اور بلا عمامہ مخالف مستحب اور خلاف ادب ہے۔ عالم عامل بادشاہ عادل عالمگیر غفرلہ اللہ القدیر کے فتاویٰ میں ہے۔ والمستحب ان یصلی الرجل فی ثلثۃ اثواب قمیص وازار وعمامۃ انتھی اور مستحب یہ ہے کہ مرد تین کپڑوں میں نماز پڑھے کرتہ اور ازار اور عمامہ میں اور فقیہ لاثانی علامہ شرنبلالی کی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں ہے۔ والمستحب ان یصلی فی ثلثۃ اثواب من احسن ثیابہ قمیص وازار وعمامۃ انتھی اور مستحب یہ ہے کہ مرد ایسے تین کپڑوں میں نماز پڑھے جو منجملہ اس کے عمدہ کپڑوں میں ہوں اور وہ تین کپڑے قمیص اور ازار اور عمامہ ہیں۔ ونحوہ فی الغنیۃ والحلیۃ والبحر والتعلیق المجلی شرح منیۃ المصلی وجامع الرموز معزوا الی منیۃ الفقہاء وغیرھا۔ اور عمامہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت متواترہ ہے۔ جس کا تواتر یقیناً سرحد ضروریات دین تک پہنچا ہے لہٰذا علمائے کرام نے عمامہ تو عمامہ ارسال عذبہ یعنی شملہ چھوڑنا کہ اس کی فرع اور سنت غیر مؤکدہ ہے یہاں تک کہ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح میں فرمایا۔ قد ثبت فی السیر بروایات صحیحۃ ان النبی صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کان یرخی عمامتہ احیانا بین کتفیہ واحیانا یلبس

العمامة من غير علامة فعلمان الاتيان بكل واحد من تلك الامور سنة اس کے
ساتھ استہزا کو کفر ٹھہرایا۔ کما نص علیہ الفقہاء الکرام وامروا بترکہ حیث
یستھزیٔ بہ العوام کیلا یقعوا فی الھلاک بسوء الکلام۔ تو عمامہ کہ سنت لازمہ دائمی
ہے یہاں تک کہ علماء نے خالی ٹوپی پہننے کو مشرکین کی وضع قرار دیا ہے اور آنے والی حدیث
رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس پر حمل کیا محدث مکی علامہ قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح مشکوۃ میں فرمایا
لم یروانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لبس القلنسوۃ بغیر العمامۃ
فیتعین ان یکون ھذا زی المشرکین۔ یعنی اصلاً مروی نہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی بغیر عمامہ کے ٹوپی پہنی ہو تو متعین ہوا کہ یہ کافروں کی وضع ہے۔ اسی میں
فضیلت عمامہ کی بعض احادیث ذکر کرنے کے بعد ہے۔ ھذا کلہ یدل علی فضیلۃ العمامۃ
مطلقا نعم مع القلنسوۃ افضل ولبسھا وحدھا مخالف للسنۃ کیف وھی زی
الکفرۃ وکذ المبتدعۃ فی بعض البلدان۔ یعنی ان سب سے عمامہ کی فضیلت مطلقاً ثابت
ہوئی اگرچہ بے ٹوپی ہو ہاں ٹوپی کے ساتھ افضل ہے اور خالی ٹوپی خلاف سنت ہے اور کیونکر نہ
ہو کہ وہ کافروں اور بعض بلاد کے بدمذہبوں کی وضع ہے۔ اس کا انکار کس درجہ اشد واکبر ہوگا اس
کا سنت ہونا متواتر ہے اور سنت متواترہ کا استخفاف کفر ہے۔ وجیز کردری پھر نہر الفائق پھر رد المحتار میں
لو لم یر السنۃ حقا کفر لانہ استخفاف عمامے کی فضیلت میں احادیث کثیرہ وارد ہیں
بعض ان سے کہ اس وقت پیش نظر ہیں مذکور ہوتی ہیں۔

حدیث اوّل: سنن ابی داؤد و جامع ترمذی میں رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ فرق ما بیننا وبین المشرکین
العمائم علی القلانس۔ ہم میں اور مشرکوں میں فرق ٹوپیوں پر عمامے ہیں۔ علامہ مناوی تیسیر
جامع صغیر میں اس حدیث کے نیچے لکھتے ہیں۔ فالمسلمون یلبسون القلنسوۃ وفوقھا
العمامۃ اما لبس القلنسوۃ وحدھا فزی المشرکین فالعمامۃ سنۃ مسلمان ٹوپیاں

دے کر اوپر سے عمامہ باندھتے ہیں اور تنہا ٹوپی کافروں کی وضع ہے تو عمامہ سنت ہے یہی حدیث ماوردی نے ان لفظوں سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ العمامة علی القلنسوة فصل ما بیننا وبین المشرکین یعطی بکل کورة یدورها علی راسه نورا۔ ٹوپی پر عمامہ ہمارا اور مشرکین کا فرق ہے۔ ہر پیچ کہ مسلمان اپنے سر پر دے گا اس پر روز قیامت نور عطا کیا جائے گا۔

حدیث ۲، ۳: قضاعی شہاب میں امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور دیلمی مسند الفردوس میں مولی علی و عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ العمائم تیجان العرب۔ عمامے عرب کے تاج ہیں۔

حدیث ۴: مسند الفردوس میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ العمائم تیجان العرب فاذا وضعوا العمائم وضعوا عزھم وفی لفظ وضع اللہ۔ عمامے عرب کے تاج ہیں۔ جب وہ عمامے چھوڑیں گے تو اپنی عزت اتروا دیں گے۔

حدیث ۵: ابن عدی امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ایتوا المساجد حُسَّرًا ومعصبین فان العمائم تیجان المسلمین۔ مسجدوں میں حاضر ہو سر برہنہ اور عمامہ باندھے اس لئے کہ عمامے مسلمانوں کے تاج ہیں۔

حدیث ۶: طبرانی معجم کبیر اور حاکم مستدرک میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اعتموا تزدادوا حلماً۔ عمامے باندھو تمہارا حلم بڑھے گا۔ صححه الحاکم۔

حدیث ۷: ابن عدی کامل اور بیہقی شعب الایمان میں اسامہ بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اعتموا تزدادوا حلما والعمائ

تیجان العرب عمامہ باندھو وقار تمہارا زائد ہوگا اور عمامے عرب کے تاج ہیں۔ وروی عنہ للطبرانی صدرہ واشار المناوی الی تقویتہ۔

حدیث ۸:۔ دیلمی عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وان اسلم ابوہ فعنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ العمائم وقار المومن وعز العرب فاذا وضعت العرب عمائمہا وضعت عزھا۔ عمامے مسلمان کے وقار اور عرب کی عزت ہیں تو جب عرب عمامے اتار دیں گے اپنی عزت اوتار دیں گے۔

حدیث ۹:۔ وہی رکانہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ لا تزال امتی الفطرۃ ما لبسوا العمائم علی القلانس۔ میری امت ہمیشہ دین حق پر رہے گی جب تک وہ ٹوپیوں پر عمامے باندھیں۔

حدیث ۱۰:۔ ابوبکر ابن ابی شیبہ مصنف اور ابو داؤد طیالسی وابن منیع مسانید اور بیہقی سنن میں امیر المؤمنین مولی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ان اللہ تعالیٰ ایدنی یوم بدر وحنین بملائکۃ یعتمون ھذہ العمامۃ ان العمامۃ حاجزۃ بین الکفر والایمان۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے بدر وحنین کے دن ایسے ملائکہ سے میری مدد فرمائی جو اس طرز کا عمامہ باندھتے ہیں۔ بیشک عمامہ کفر وایمان میں فارق ہے۔

حدیث ۱۱:۔ دیلمی مسند الفردوس میں عبد الاعلی بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ھکذا فاعتموا فان العمامۃ سیماء الاسلام وھی حاجزۃ بین المسلمین والمشرکین۔ اس طرح عمامہ باندھو کہ عمامہ اسلام کی نشانی ہے۔ اور وہ مسلمانوں اور مشرکوں میں فرق ہے۔

حدیث ۱۲:۔ ابن شاذان اپنی مشیخت میں مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمامے کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ ھکذا تکون تیجان الملائکۃ فرشتوں کے تاج ایسے ہوتے ہیں۔

حدیث ۱۳، ۱۴: طبرانی کبیر میں عبداللہ بن عمر اور بیہقی شعب الایمان میں عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ علیکم بالعمائم فانہا سیماء الملئکۃ وارخواھا خلف ظھورکم۔ عمامے اختیار کرو کہ وہ فرشتوں کے شعار ہیں اور ان کے شملے اپنے پس پشت چھوڑو۔

حدیث ۱۵: ابو عبداللہ محمد بن وضاح فضل لباس العمائم میں خالد بن معدان سے مرسلا راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ان اللہ تعالیٰ اکرم ھذہ الامۃ بالعصائب۔ الحدیث۔ بیشک اللہ عزوجل نے اس امت کو عماموں سے مکرم فرمایا۔

حدیث ۱۶: بیہقی شعب الایمان میں انہیں سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اعتموا خالفوا علی الامم قبلکم۔ عمامے باندھو اگلی امتوں یعنی یہود اور نصاریٰ کی مخالفت کرو کہ وہ عمامے نہیں باندھتے ہیں۔

حدیث ۱۷: معجم کبیر طبرانی میں ہے۔ حدثنا محمد بن عبد اللہ الحضرمی حدثنا العلاء بن عمرو الحنفی حدثنا ایوب عن مدرک عن مکحول عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ عزوجل والملئکۃ یصلون علی اصحاب العمائم یوم الجمعۃ۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جمعہ کے دن عمامہ والوں پر بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں۔

حدیث ۱۸: دیلمی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ الصلاۃ فی العمامۃ تعدل بعشرۃ الاف حسنۃ۔ عمامہ کے ساتھ نماز دس ہزار نیکی کے برابر ہے۔ فیہ لبان۔

حدیث ۱۹: رامھرمزی کتاب الامثال میں معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ العمائم تیجان العرب فاعتموا تزدادو

حلما ومن اعتم فله بکل کور حسنة فاذا حطه فله حطة حطها خطیئة۔
عمامے عرب کے تاج ہیں تو عمامہ باندھو تمہارا وقار بڑھے گا اور جو عمامہ باندھے اس کے لئے ہر پیچ پر نیکی ہے اور جب (بلاضرورت یا ترک کے قصد پر) اتار دے تو ہر اتارنے پر ایک خطا ہے یا جب بضرورت بلا قصد ترک بلکہ بارادۂ معاودت اتارے تو ہر پیچ اتارنے پر ایک گناہ اترے دونوں معنی محتمل ہیں۔ واللہ تعالی اعلم والحدیث اشد ضعفاً فیہ ثلثة متروکون متھمون عمرو بن الحصین عن ابی علاثة عن ثویر۔

حدیث ۲۰: مسند الفردوس میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ رکعتان بعمامة خیر من سبعین رکعة بلا عمامة۔ عمامے کے ساتھ دو رکعتیں بے عمامے کے ستر رکعتوں سے افضل ہیں۔ رہی حدیث مذکور سوال اسے ابن عساکر نے تاریخ دمشق اور ابن نجار نے تاریخ بغداد اور دیلمی نے مسند الفردوس میں بطرق عدیدہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔ فابن عساکر بطریق احمد بن محمد الرقی ثنا عیسی بن یونس حدثنا عباس بن کثیر ح والدیلمی بطریق الحسین ابن اسحق العجلی حدثنا یعقوب القطان ثنا سفیان بن زیاد المخرمی حدثنا العباس بن کثیر القریش ثنا یزید بن ابی حبیب عن میمون بن مھران قال دخلت علی سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھم فحدثنی ملیا ثم التفت الی فقال یا ابا ایوب الا اخبرك بحدیث تحبه وتحمله عنی وتحدث به قلت بلی قال دخلت علی ابی عبداللہ ابن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما وھو یعتم فقال اتحب العمامة فقلت بلی قال احبھا تکرم ولا یراك الشیطان الا ولّی سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یقول تطوع وفریضه بعمامة تعدل خمسا وعشرین صلاة بلا عمامة وجمعة بعمامة تعدل سبعین جمعة

بلا عمامة ای بنیّ اعتم فان الملئکة یشھدون الجمعة معتمین فیسلمون
علی اھل العمائم حتی تغیب الشمس۔ یعنی سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم
فرماتے ہیں۔ میں اپنے والد ماجد عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حضور حاضر ہوا وہ عمامہ
باندھ رہے تھے۔ جب باندھ چکے میری طرف التفات کر کے فرمایا تم عمامہ کو دوست رکھتے ہو
میں نے عرض کی۔ کیوں نہیں۔ فرمایا اسے دوست رکھو عزت پاؤ گے اور جب شیطان تمہیں
دیکھے گا تم سے پیٹھ پھیر لے گا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ
عمامے کے ساتھ ایک نماز خواہ نفل خواہ فرض بے عمامے کے پچیس نمازوں کی برابر ہے اور عمامہ
کے ساتھ ایک جمعہ بے عمامے کے ستر جمعوں کے برابر ہے۔ پھر ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے فرمایا اے فرزند عمامہ باندھ کہ فرشتے جمعہ کے دن عمامہ باندھے آتے ہیں اور سورج ڈوبنے
تک عمامہ والوں پر سلام بھیجتے رہتے ہیں اور فتاویٰ رضویہ ملقب بالعطایا النبویۃ میں امام الوقت
حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب اس حدیث کے بارے میں یوں زیب رقم
لاتے ہیں۔ حق یہ ہے کہ یہ حدیث موضوع نہیں اس کی سند میں نہ کوئی وضاع ہے نہ متہم
بالوضع نہ کوئی کذاب نہ متہم بالکذب نہ اس میں عقل یا نقل کی اصلا مخالفت لاجرم اسے امام
جلیل ہمام نبیل خاتم الحفاظ جلال الملۃ والدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جامع
صغیر میں ذکر فرمایا۔ جس کے خطبے میں ارشاد کیا۔ ترکت القشر واخذت اللباب وصنتہ
عما تفرد بہ وضاع او کذاب۔ میں نے اس کتاب میں پوست چھوڑ کر خالص مغز
لیا ہے اور اسے ہر ایسی حدیث سے بچایا جسے تنہا کسی وضاع یا کذاب نے روایت
کیا ہے۔ اما ابن النجار فاخرجہ من طریق محمد بن مہد ے المروزی
انبأنا ابو بشر بن سیار الرقی حدثنا العباس بن کثیر الرقی عن یزید بن
حبیب قال قال لی مھدی بن میمون دخلت علی سالم بن عبد اللہ بن عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنھم وھو یعتم فقال لی یا ابا ایوب الا احدثك بحدیث تحبہ

وتحمله وترویه فذکرمثله وقال لایزالوان یصلون علی اصحاب العمائم حتی تغیب الشمس
قال الحافظ فی اللسان هذا حدیث منکربل موضوع ولم ار للعباس بن کثیر ذکرا فی الغرباء
لابن یونس ولا فی ذیله لابن الطحان واما ابوبشر بن سیار فلم یذکره ابواحمد الحاکم فی الکنی
وماعرفت محمد بن مهدے المروزی ولا مهدی بن میمون الراوی لهذا الحدیث عن
سالم ولیس هو البصری المخرج له فی الصحیحین ولا ادری ممن الافة ا نتهی اقول
رحم الله الحافظ من این یأتیه الوضع ولیس فیه ما یحیله عقل ولا شرع و
لیس فی سنده وضاع ولا کذاب ولا متهم ومجرد الجهل بحال الراوی لا یقضی
بسقوطه عن درجة الاعتبار الی ان لا یصلح للتمسک به فی فضائل الاعمال فضلا
عن الوضع ولما اورد الحافظ ابوالفرج ابن الجوزی حدیث قزعة بن سوید عن
عاصم بن مخلد عن ابی الاشعث الصنعانی عن شداد بن اوس رضی الله تعالیٰ عنه
قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم من قرض بیت شعر بعد العشاء
الاخرة لم تقبل له صلاة تلک اللیلة فی الموضوعات واعله بان عاصما فی عداد المجهولین
وقزعة قال احمد مضطرب الحدیث وقال ابن حبان کان کثیرا الخطاء فاحش الوهم فلما کثر
ذلک فی روایته سقط الاحتجاج به انتهی قال الحافظ نفسه فی القول المسدد ولیس
فی شیء من هذا ما یقضی علی هذا الحدیث بالوضع الخ ولما حکم ابن الجوزی علی حدیث
ابی عقال عن انس بن مالک رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم
العسقلان احد العروسین یبعث منها یوم القیامة سبعون الفا لاحساب علیهم ویبعث
منها خمسون الفا شهداء وفودا الی الله عزوجل وبها صفوف الشهداء رؤسهم مقطعة
فی ایدیهم تثجا وداجهم دما یقولون ربنا وآتنا ماوعدتنا علی رسلک ولا تخزنا
یوم القیامة انک لا تخلف المیعاد فیقول صدق عبیدی اغسلوهم بنهر البیضة
فیخرجون منها نقاة بیضا فیسرحون فی الجنة حیث شاؤا بالوضع محتجا بان جمیع طرقه تدور علی

ابی عقال واسمہ ہلال بن زید بن یسار قال ابن حبان یروی عن انس رضی اللہ تعالی عنہ
اشیاء موضوعۃ ماحدث بہا انس قط لایجوز الاحتجاج بہ بحال انتہی وقال الذہبی فی المیزان
باطل قال الحافظ فیہ نفسہ ہو فی فضائل الاعمال والتحریض علی الرباط فی سبیل اللہ ولیس
فیہ مایحیلہ الشرع ولا العقل فالحکم علیہ بالبطلان بمجرد کونہ من روایۃ ابی قال لایتجہ
وطریقۃ الامام احمد معروفۃ فی التسامح فی روایۃ احادیث الفضائل دون احادیث
الاحکام انتہی فلیت شعری لم لایقال مثل ہذا فی حدیث العمامۃ مع انہ ایضاً فی
فضائل الاعمال والتحریض علی التأدب فی حضرۃ الرب ولیس فیہ یحیلہ الشرع ولا
العقل بل ولیس فی روایتہ من رمی بروایۃ الموضوعات کابی عقال فکیف یتجہ الحکم علیہ
بالبطلان والوضع بمجرد کون بعض رواتہ ممن لم یعرفہم الحافظ ولم یذکرہم فلان وفلان
علا ان مہدی بن میمون عندی وہم من بعض رواۃ ابن النجار لان عیسی بن یونس عند ابی
نعیم وسفین بن زیاد عند الدیلمی انما یرویانہ عن العباس عن یزید عن میمون بن مہران
کما تقدم ومیمون ہذا ہو ابو ایوب الجزری الرقی ثقۃ فقیہ من الرجال مسلم واربعۃ
کما قالہ الحافظ فی التقریب واخرج الحافظ الامام الطحاوی فی غیر موضوع من مسندہ
المعتمد معانی الاثار ایضاً لاجرم لم یمنع کلام الحافظ ہذا خاتم الحفاظ الجلال السیوطی عن
ایرادہ فیما التزم صونہ عن الموضوع اما قول تلمیذہ الحافظ السخاوی حدیث صلاۃ بخاتم
تعدل سبعین صلاۃ بغیر خاتم ہو موضوع کما قال شیخنا وکذا ما رواہ الدیلمی من حدیث
ابن عمر مرفوعا بلفظ صلاۃ بعمامۃ الحدیث المذکور ومن حدیث انس مرفوعا الصلاۃ فی
العمامۃ تعدل بعشرۃ الاف حسنۃ انتہی فلم یذکر وجہ وانما تبع فی ذلک شیخہ وقد علمت مافیہ و
کذا حدیث انس انما فیہ ابان متروک وکون الراوی متروکا لایقضی بکون الحدیث موضوعا کما
بینتہ فی الہاد الکاف فی حکم الضعاف واللہ تعالی اعلم انتہی کلام امام البریلوی بالتعبیہ الیسیر
من العبد الفقیر۔ اور جاہل اگر کسی حدیث کو محض بہوای نفس امارہ بالسوء موضوع کہے تو فاسق اور مستوجب

سزائی عزیر اور واجب التعزیر ہے اور کتب معتمدہ فقہیہ کو نہ ماننا اگر بطور تخطیہ کے ہے کہ مجتہد نے اس مسئلہ میں خطا کی اور اصابت حکم شرعی میں اس سے غلطی واقع ہوئی تو جہل مرکب جہالت وضلالت اور بدمذہبی و گمراہی لاریب فیہ ہے۔ محقق علی الاطلاق مجتہد علی الوفاق حافظ العصر ناقد الدھر۔ وفقیہ وجیہ اصولی نبیہ امام کمال الدین ابن الھمام اپنی کتاب درنایاب تحریر سراپا تنویر میں تسطیر فرماتے ہیں۔ والحق الاتفاق علی عدم الاکفار بانکار المشھور لاحادیۃ اصلہ فلم یکن تکذیبا لہ علیہ الصلاۃ والسلام بل ضلالۃ لتخطئۃ المجتھدین۔ حدیث مشہور کا انکار کفر نہیں کہ اصل میں وہ آحاد ہے تو یہ انکار جھٹلانا سرور عالم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نہ ہوا بلکہ وہ گمراہی اور بدمذہبی ہی بسبب نسبت کرنے خطا کے طرف آئمہ مجتہدین رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین کے وقد صرح بکون تخطئۃ المجتھدین فسقا وضلالۃ مولانا ملاجیون فی نور الانوار والعلامۃ ابن الملک فی شرحہ علی المنار فی اخرین من العلماء المعتمدین الاخیار والفضلاء المتبدین الخیار ایضاً۔ اور اگر بطرز انکار احکام فقہی وعدم تسلیم مسائل فرعی اجتہادی ہے تو کفر صریح بلکہ ارتداد قبیح ہے۔ اس واسطے کہ فرضیت تقلید پر اجماع قطعی موجود بلکہ تبصریح علماضروریات دین میں وحدود علامہ شمس الدین فناری علیہ رحمتہ ربنا الباری اصول البدائع فی اصول الشرائع میں فرماتے ہیں۔ وجوب العمل بما ادی الیہ اجتھاد المجتھد علیہ وعلی مقلدیہ من ضروریات الدین انتھی ضروری ہونا عمل کا اس حکم پر جو مجتہد نے اپنے اجتہاد سے آیت وحدیث سے نکالا اس پر اور اس کے مقلدوں پر ضروریات دین میں سے ہے اور جو شخص کسی امر ضروری کا ضروریات دین سے انکار کرے وہ کافر ہے اور تفصیل اس کی فقیر کے رسالہ حافلہ انفع الشواھد لمن یخرج الوہابیین عن المساجد میں درج ہے جو عظیم آباد کے مطبع حنفیہ واقع محلہ لودیکڑہ میں حلیہ طبع سے آراستہ ہو کر بحمد اللہ تعالیٰ مطبوع طبائع اہل علم وفضل ہوا اور اس حدیث شریف کے بیان کرنے والے پر لعنت کا اطلاق خود اس لئے سخت آفت کہ بحکم احادیث صحیحہ جو لعنت غیر مستحق پر کی جاتی ہے۔ کرنے والے پر پلٹ آتی ہے۔ و العیاذ باللہ تعالیٰ امام ترمذی پھر ابو داؤد حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی

کہ ان رجلا نازعتہ الریح رداءہ فلعنہا فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لاتلعنہا
فانہا مامورۃ وانہ من لعن شیئا لیس لہ باھلہ رجعت اللعنۃ علیہ۔ ہوانے ایک مرد سے اس
کی چادر میں منازعت کی وہ چادر کو اپنی طرف کھینچتا اور اپنے مونڈھوں پر ڈالتا اور ہوا اس
کو اپنی طرف کھینچتی اور اڑالے جاتی جب وہ مرد دق ہوا تو اس نے ہوا پر لعنت کی۔ حضور سراپا
نور علیہ الصلاۃ والسلام علی مر الدہور نے ارشاد کیا کہ ہوا پر لعنت نہ کر کہ وہ معذور ہے اور چلنے پر
بحکم خالقہا مجبور ہے اور بیشک جو لعنت کرے کسی چیز پر کہ وہ اس کا مستحق نہیں پلٹ آتی ہے
لعنت کرنے والے پر اور مسلمانوں کے عمامے قصداً اتروا دینا اور اسے ثواب نہ جاننا قریب ہے کہ
ضروریات دین کے انکار اور سنت قطعیہ متواترہ کے استخفاف کی حد تک پہنچے ایسے شخص پر فرض ہے
کہ اپنے ان حرکات سے توبہ کرے اور ازسرنو کلمہ اسلام پڑھے اور اپنی عورت کے ساتھ نکاح کی تجدید کرے

جواب مسئلہ سوم: صورت مسئول عنہا میں مقتدی عامل بالسنہ ہے اور امام تارک
سنت لہٰذا وہ ثواب کا مستحق ہے اور یہ اس ثواب سے محروم اور مقتدی کو ایسا ہی چاہیئے کہ گو امام
عمامہ نہ باندھے اور اس سنت سنیہ کی فضیلت سے محروم رہے خود عمامہ باندھے اور عمل بالسنہ کا ثواب
لوٹتا رہے اور حتی الوسع مشرکین کی وضع سے کہ وہ بغیر عمامے کے سر پر ٹوپی دینا ہے بچتا رہے
اور عمامہ کے ہوتے ہوئے قصداً بلا کسی وجہ شرعی اور مانع قوی کے صرف ٹوپی سر پر دیئے ہوئے
نماز پڑھنا پڑھانا دو حال سے خالی نہیں اگر بوجہ کسل اور سستی کے پگڑی کو بوجھ اور ایک قسم کا
بار جان کر اور اس کے باندھنے میں ایک گونہ تکلیف اور محنت تصور کر کے بدون عمامہ کے نماز پڑھاتا
ہے تو بسبب اس کے کہ اس نے ایک امر مستحب کو جس کے استحباب کی تصریح کتب معتبرۂ فقہیہ میں
موجود ہے ترک کیا نماز اس کی مکروہ ہوگی منیۃ المصلی اور اس کی شرح تعلیق مجلی میں جو مطبع یوسفی
واقع فرنگی محل لکھنؤ میں چھپ چکی حاکیا عن حلیۃ المحلی ہے۔ والمستحب ان یصلی فی ثلثۃ اثواب
قمیص وازار وعمامۃ لان ستر العورۃ واخذ الزینۃ یحصل بھذا۔ مستحب یہ ہے کہ مرد قمیص
اور ازار اور عمامہ میں نماز پڑھے اس واسطے کہ ستر عورت اور اخذ زینت جو آیہ کریمہ خذوا زینتکم

عند کل مسجد میں مامور بہ ہے انہیں تین کپڑوں سے حاصل ہوتا ہے اور حلیہ میں ہے۔ وفی التحفة والبدائع واما المستحب فھوان یصلی فی ثلثة اثواب ازار ورداء و عمامة انتھی بقدر الحاجة۔ اور فتح باب العنایہ للمحدث المکی العلامة علی القاری میں ہے۔ ویستحب للرجال ان یصلی فی ثلثة اثواب قمیص وازار وعمامة۔ اور علامہ حلبی کی غنیة المتملی میں ہے۔ وفی الخلاصة والمستحب ان یصلی الرجل فی ثلثة اثواب قمیص وازار وعمامة انتھی حاصل یہ کہ مرد کے لئے مستحب یہ ہے کہ قمیص اور ازار اور عمامہ میں نماز پڑھے اگر بجائے قمیص کے چادر ہو جس سے اوپر کا بدن مع مونڈھوں اور بازووں کے اچھی طرح ڈھک جائے تو بھی مستحب ادا ہو جائے گا گو چادر تحصیل کمال ستر و اکمال زینت واجب الاتمام میں نازل اور قمیص اس کا محصل کامل اور اس کے وجود کا حافل ہے۔ اس وجہ سے سید المرسلین حبیب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین کو قمیص محبوب تر تھا اور اکثر احوال میں بدن شرف مخزن سے مشرف تھا۔ شمائل امام ترمذی اور سنن ابی داؤد میں ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ کان احب الثیاب الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم القمیص۔ پھر درصورتیکہ مقتدی کے سر پر عمامہ ہو اور امام کے سر پر نہ ہو گو مقتدی نے خود ترک مستحب نہ کیا لیکن چونکہ امام نے مستحب کو جو حکم سنت میں ہے ترک کیا اور مکروہ ہونا ہر سنت و مستحب کے ترک کا شرع شریف میں ثابت ہو چکا در مختار شرح تنویر الابصار میں ہے۔ ویکرہ ترك کل سنة و مستحب انتھی مقتدی کی نماز میں بھی من وجہ کراہت کو دخل رہا۔ فان صلاۃ المؤتم مضمنة بصلاۃ الامام کما حققه الحافظ الطحاوی الامام فی مسنده المعتمد علیه الائمة الفخام المشھور بمعانی الاثار فی غیر واحد من المقام۔ لہٰذا اعادہ اس کا اگر وقت میں گنجائش ہو اور سبب حرج اور موجب فتنہ وحرج نہ ہو مستحب ہے۔ فان الکراھة اذا کانت کراھة تحریم تجب الاعادة او تنزیه فتستحب کما ھو۔ مفصل فی فتح القدیر للمحقق الھمام الامام ابن الھمام۔ اور اگر عمامہ باندھنے کو حقیر امر جان کر اور اس شعار اسلام کو خوار تصور کر کے بغیر عمامہ کے نماز پڑھتا پڑھاتا ہے تو امر اس کا مذموم اور احکام تفصیلی اس

کے جواب مسئلہ اول و دوم سے معلوم نور الانوار میں ہے۔ والتهاون بالشريعة وان كانت مروية بطريق الاحاد كفر انتهى اى فضلاً عن ان تكون منقولة بطريق الشهرة او التواتر اعاذنا الله عن ذلك وعصمنا من المهالك وهو اعلم بظواهر الامور والسرائر۔

جواب مسئلہ چہارم:۔ سرور عالم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیشہ باعمامہ نماز پڑھائی۔ اور کسی صحیح حدیث میں وارد نہیں کہ آپ نے بغیر عمامہ امامت فرمائی بلکہ عادت شریف اور خصلت منیف یہ تھی کہ ہر حالت میں سفر و حضر گھر کے اندر اور گھر کے باہر نماز و غیر نماز میں نری ٹوپی سر پر نہ دیتے اور سر انور سے عمامے کو رشک ماہ و مہر فرماتے رہتے حتیٰ کہ وضو فرماتے وقت بھی عمامہ کو نہ توڑتے اسے سر منور سے اتار کے رکھتے اس وجہ سے علمائے نے عمامہ کو مطلقاً خاص کر نماز میں سنت قرار دیا اور نری ٹوپی سر پر دینے کو مشرکوں کی وضع بتادیا۔ ہندوستان میں حدیث شریف کے شائع کرنے والے اس کی شرحین اور ترجمے کر کے علماء اور غیر علماء کو انوار علم و عمل بالسنہ سے منور فرمانے والے عاشق سید اولاد آدم شیخ العرب والعجم محدث نبیہ فقیہ وجیہ مولانا و ولی نعمتنا الشیخ محمد عبدُ الحق المحدث الدہلوی لازال ملتفتاً الیہ بالالتفات النبوی مشکوۃ شریف کی شرح فارسی میں اضافہ فرماتے ہیں۔ بدانکہ پوشیدن عمامہ سنت ست واحادیث بسیار در فضل آن وارد شدہ است و آمادہ است کہ دو رکعت بعمامہ بہتر ست از ہفتاد رکعت بے عمامہ انتہی اور عالم ہمام علامۂ امام سیدنا الشیخ ابراہیم بیجوری کساہ اللہ اللباس النوری مواہب لدنیہ شرح الشمائل الترمذیہ میں افادہ فرماتے ہیں۔ والعمامة سنة لاسيما للصلاة ولقصد التجمل لاخبار كثيرة واما لبس القلنسوة وحدها فموزئ المشركين انتهى۔ عمامہ سنت ہے۔ خاص کر نماز اور قصد تجمل کے لئے بسبب وارد ہونے احادیث کثیرہ اور اخبار شہیرہ کے لیکن پہننا ٹوپی تنہا بغیر عمامہ کے وہ وضع ہے۔ مشرکوں کی۔ وقت لکھنے جواب مسئلہ اول کے قولی حدیثیں جو نظر قاصر کے سامنے تھیں۔ وہ حیرہ تحریر میں آچکیں اب فعلی حدیثیں جو اس وقت زیر نظر ہیں۔ ان میں سے قدرے بطور مشتے نمونہ از خرواری چند حدیثیں جو بعض ان میں سے متضمن قولی بھی ہیں مذکور ہوتی ہیں۔ امام لاثانی رکن رکین مذہب نعمانی دوسرے امام بخاری۔ بل هو اعلى شانا من البخاري لانه قد جمع بين

کمال الفقاهۃ وجمال التحدیث کما لایخفی علی من طالع مصنفاتہما فی فن الحدیث. بہمام بے عدیل امام جرح وتعدیل امام حافظ الاسلام خاتمۃ الجہابذۃ النقاد الاعلام شیخ الحدیث وطبیب علله فی القدیم والحدیث فقہ وحدیث کے حاوی امام حجۃ الاسلام ابوجعفر طحاوی اپنی کتاب لاجواب احادیث نبوی کے بحر زخار شرح معانی الآثار میں فرماتے ہیں. حدثنا ربیع المؤذن قال ثنا حماد بن زید عن ایوب عن عمر بن وهب الثقفی عن المغیرۃ بن شعبۃ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیه وسلم توضا وعلیه عمامۃ مسح علی عمامۃ ومسح بناصیته. بے شک پیغمبر خدا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے وضو کیا حالانکہ سر منور پر عمامہ تھا پس مسح کیا اپنے عمامے اور ناصیہ مبارک پر یعنی آگے کے چوتھائی حصے پر. واخرجہ الامام مسلم وابوداؤد والنسائی وابن ماجۃ وابن الجارود فی المنتقی ایضاً مطولا ومختصراً وفی الحدیث المسح علی العمامۃ والاعتبار بہ فی الجملۃ الا ان محرر المذهب العالم الربانی الحافظ الامام محمد بن الحسن الشیبانی اخرج فی المؤطا عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہما انہ سئل عن المسح علی العمامۃ فقال لا حتی یمس الشعر ثم قال وبہذا ناخذ لا یمسح علی الخمار ولا علی العمامۃ بلغنا ان المسح علی العمامۃ کان فترک وهو قول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالی وقد ذکروا ان ما اتی بہ الامام محمد رحمہ اللہ تعالی من البلاغات فلہا حکم الموصولات المسندات المستندات وقال الحافظ الامام الطحاوی رحمہ اللہ تعالی اثر روایتہ للحدیث المذکور من طریق اخری غیر الوجه المسطور ففی هذا الاثر ان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیه وسلم مسح علی بعض الراس وهو الناصیۃ وظهور الناصیۃ دلیل علی ان بقیۃ الراس لہا حکم ما ظهر منہ لانہ لو کان الحکم قد ثبت بالمسح علی العمامۃ لکان کالمسح علی الخفین فلم یکن الا وقد غیبت الرجلان فیہما ولو کان بعض الرجلین بادیا ملا اجزاءہ ان یغسل ما ظهر منہا ویمسح علی ما غاب منہما فجعل حکم ما غاب منہما مضمنا بحکم ما بد

منھما فلما وجب الظاھر وجب غسل الباطن فکذلك الراس لما وجب مسح ماظھر منه ثبت انه لایجوز مسح مابطن منه لیکون حکمه کله حکما واحدا کما کان حکم الرجلین اذ غیبت بعضھما فی الخفین حکما واحدا فلما اکتفی النبی صلی الله تعالی علیه وسلم فی ھذا الاثر بمسح الناصیة عن مسح مابقی من الراس دل ذلك ان الفرض فی مسح الراس ھو مقدار الناصیة وان مافعله فیما جاوزبه الناصیة فیما سوی ذلك من الاثار یعنی التی ساقھا فیما قبل من اول الباب کان دلیلا علی الفضل لا علی الوجوب حتی تستوے ھذا الاثار ولا تتضاد انتھی وھذا کما تری کلام نفیس فی غایة النفاسة وتقریر متین فی نھایة المتانة دل دلالة ظاھرة علی ان المسح منه صلی الله تعالی علیه وسلم علی العمامة لم یکن لانه من جملة مافعله ایتانا للمامور به فی القرآن الوارد به بل کان لوجه من الوجوہ التی ذکرھا الامام الحافظ البدر العینی ونص کلامه فی عمدة القاری الذی ھو من احسن شرح البخاری توضیحا واتھما واجلاھا بیانا وتشریحا واما مسحه علیه الصلاة والسلام علی العمامة فاوله بعضھم بان المراد من العمامة ماتحتھا من قبیل اطلاق اسم الحال علی المحل واوله البعض بان الراوی کان بعیدا عن النبی صلی الله تعالی علیه وسلم فمسح علی راسه ولم یضع العمامة عن راسه فظن الراوی انه مسح علی العمامة وقال القاضی عیاض واحسن ماحمل علیه اصحابنا حدیث المسح علی العمامة انه علیه الصلاة والسلام لعله کان به مرض منعه کشف راسه فصارت العمامة کالجبیرة التی یمسح علیھا انتھی ویدل علی ماذکرنا الحدیث الثانی والثالث الذین یاتیان منا ان شاء الله تعالی عمایدرکه اوھامنا۔

۲۔ امام ابوداؤد اپنی سنن میں حضرت ثوبان مولای سید انس وجان رضی اللہ تعالی عنہ وادخلہ فی فرادیس الجنان سے روایت کرتے ہیں۔ بعث رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم سریة فاصابھم البرد فلما قدموا علی رسول الله صلی الله علیه وسلم امرھم ان یمسحوا علی العصائب

واقساخیین۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوٹے لشکر کو کسی طرف روانہ فرمایا۔ منزل مقصود پر پہنچ کر یا اثنائے راہ میں ان کو سردی نے ستایا ایسا کہ وضو کرتے وقت عمامہ سر پر سے ہٹا کر ان کو مسح کرنا دشوار ہوا اور پاؤں کے دھونے میں ان کو قوی اندیشہ تلف کا یا نقصان کا پیدا ہوا جب مدینۂ منورہ میں آئے اور حاضر خدمت رؤف و رحیم ہوئے تو آپ نے ان کو رخصت کی خلعت سے آراستہ فرمایا اور عماموں اور موزوں پر مسح کرنے کا حکم ان کو دیا۔ ومن ادل الدلیل علی انما اباحہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لہم فی ھذا الحدیث من المسح علی العمائم کان لاجل الحرج القائم والضرر الدائم الحدیث اللاحق کما لا یخفی علی الذھن الفائق۔

۳۔ اسی سنن ابی داؤد میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ فیما ہنا لک کہتے ہیں۔ رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یتوضاء وعلیہ عمامۃ قطریۃ فادخل یدہ وفی نسخۃ یدیہ من تحت العمامۃ فمسح مقدمہ راسہ ولم ینقض العمامۃ۔ دیکھا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وضو فرماتے ہوئے حالانکہ سر مبارک پر عمامہ قطری تھا جو قریہ قطر میں بنا گیا تھا پس داخل فرمایا۔ آپ نے دونوں مبارک ہاتھوں کو عمامے کے نیچے اور مسح کیا سر مبارک کے آگے کی جانب پر اور عمامہ مبارک کو نہ توڑا اور نہ اسے سر مبارک سے اتارا۔ فانہ لو کان المسح علی العمامۃ مباحا لما احتاج صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی ادخال یدیہ تحت العمامۃ ولمسح علیھا باختیار تلک الکلفۃ المکلفۃ۔

۴۔ ابو نعیم کی حلیہ میں ہے۔ حدثنا ابراھیم بن ادھم حدثنا ابو یعلی الحسین بن محمد الزبیری حدثنا ابو الحسن عبد اللہ بن موسی الحافظ الصوفی البغدادی حدثنا لاحق حدثنا الحسن بن علی الدمشقی حدثنا محمد بن فیروز البصری حدثنا بقیۃ بن الولید حدثنا ابراھیم بن ادھم عن ابیہ ادھم بن منصور العجلی عن سعید بن

جبیر عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یسجد علی کور عمامتہ۔ تحقیق نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عمامہ کے پیچ پر سجدہ کرتے تھے۔

۵۔ اوسط طبرانی میں حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یسجد علی کور عمامتہ۔ دیکھا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کہ سجدہ کرتے تھے عمامہ کے پیچ پر۔

۶۔ حافظ ابوالقاسم تمام بن محمد رازی کے فوائد میں ہے۔ حدثنا محمد بن ابراھیم بن عبد الرحمن اخبرنا ابوبکر احمد بن عبد الرحمن بن ابی حصین الانطرسوسی حدثنا کید بن عبید حدثنا سوید بن عبد العزیز بن عمر عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یسجد علی کور العمامۃ۔ بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سجدہ کرتے تھے عمامہ کے پیچ پر۔ پھر یہ سجدہ کرنا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عمامہ کے پیچ پر بیان جواز کے لئے تھا یا بوجہ کسی ضرورت طپش زمین وغیرہ کے تھا ورنہ ہمارے حق میں بلا کسی ضرورت کے عمامہ کے پیچ پر سجدہ کرنا مکروہ ہے۔ چنانچہ کتب فقہ میں مبرہن ہو چکا ہے۔ اس واسطے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو عمامہ کے پیچ پر سجدہ کرتے دیکھا آپ نے اسی حالت میں اس کی پیشانی پر سے عمامہ کے پیچ کو ہٹا دیا۔ امام ابو داؤد اور صاحب سنن محمود صالح بن خیوان سے مراسیل میں راوی کہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رای رجلا یسجد وقد اعتم علی جبھتہ فحسر عن جبھتہ۔ تحقیق پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مرد کو سجدہ کرتے دیکھا حالانکہ عمامہ باندھا تھا اس نے اپنی پیشانی پر اور پیشانی اس کی عمامہ کے پیچ سے ڈھکی تھی۔ پس اس پیچ کو حضور نے ہٹا دیا اور پیشانی اس کی کھول دی۔ وقد ورد فی سجودہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احادیث غیر ما ذکرنا واخبار سوی ما اوردنا وھی وان کانت اسانیدھا لا یخلو ممن تکلم فیہ الا انہا لکثرۃ عدادھا وتعدد طرقھا صارت حسنۃ قابلۃ للاحتجاج بہا ولا نطول الکلام

بذکرھا من فیما سردناہ غنیۃ عنھا مع اذالسنا بصددہ وانما نحن بصدد اتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یصلی متعمما ویفعل ذلک دائما وقد ثبت ذلک بحمد اللہ تعالیٰ ثبوتاً قائما۔

۷۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دیکھنے والے۔ کما صرح بہ غیر واحد منھم من المحققین من المحدثین منھم الحافظ العسقلانی۔ ان سے بالمشافہ بلاواسطہ حدیثوں کی روایت کرنے والے۔ کما حققہ صاحب مختصر المسند الکبیر وصححہ الشیخ المحقق الدھلوی ورجحہ خاتم المحققین الاول فی اسماء رجال المشکوۃ والثانی فی رد المختار والف الامام ابو معشر جزءا فیما سمعہ الامام الھمام من الصحابۃ الکرام واقرہ علیہ خاتمۃ الحفاظ الجلال السیوطی فی تبییض الصحیفۃ فی مناقب ابی حنیفۃ تابعی باتفاق اہل وفاق۔ کما صرح بہ المحدث المکی الحبر القاری فی کشف المغطی شرحہ علی المؤطا وان انکرہ عنادا من انتشر بدعتھم فی زماننا من اھل النفاق خذلھم اللہ تعالیٰ وطھر عنھم حوزۃ الدین بحرمۃ من زوای الارض فرأی مشارقھا ومغاربھا فشمل علمہ الافاق۔ تمام محدثین مصنفین اصحاب کتب ستہ ومسانید ومعاجیم وغیرہ کے استاد کسی کے بلاواسطہ اور کسی کے بواسطہ حدیث۔ لو کان الدین وفی روایۃ العلم وفی اخری الایمان عند الثریا لنالہ رجل وفی روایۃ رجال من ابناء فارس اخرجہ مسلم وغیرہ کے مصداق کما صرح بہ بعض الحفاظ من المحدثین واقرہ علیہ من بعدہ من المحققین اھل الحق والاحقاق۔ سراج الامہ امام الائمہ اعلم التابعین والبصرھم بالحدیث کما افادہ بعض الناقدین من تبع التابعین۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ واسکنہ الفردوس الاعلی۔ بسند صحیح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم فتح مکۃ علی بعیر اورق ای سواد وھو الناقۃ القصوی متقلد ابقوس متعمماً بعمامۃ سوداء من وبر۔ تھے پیغمبر خدا

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دن فتح مکہ معظمہ کے شرفہا اللہ تعالیٰ سوار اونٹنی خاکستری رنگ پر جو مائل بسیاہی تھی جس کا نام قصوا تھا کمان گلے میں ڈالے ہوئے عمامہ سیاہ اونٹ کے بالوں کا باندھے ہوئے۔ واخرجه عنه ابن ماجة ایضاً مختصرا ولفظه ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم دخل مکة وعلیه عمامة سوداء۔

۸۔ امام محقق محدث مدقق سید الجارحین والمعدلین وسند الناقدین المتقنین الطبقین امام طحاوی معانی الآثار میں پھر امام مسلم اپنی صحیح میں پھر امام ترمذی اپنی جامع اور شمائل میں پھر نسائی اپنی مجتبی میں پھر ابن ماجہ اپنی سنن میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی۔ واللفظ لاولهم اعنی الحافظ الطحاوی کہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم دخل یوم فتح مکة وعلیه عمامة سوداء۔ بتحقیق کہ پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم داخل ہوئے مکہ شریف میں جس دن کہ آپ نے اس کو فتح فرمایا اس حال میں کہ آپ کے سر مبارک پر عمامہ سیاہ ہے۔

۹۔ امام ترمذی شمائل میں اور نسائی اور ابن ماجہ اپنی اپنی سنن میں عمرو بن حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔ واللفظ للترمذی کہ رأیت علی راس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم سوداء۔ دیکھا میں نے حضور کے سر مبارک پر عمامہ سیاہ۔

۱۰۔ اسی میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم خطب الناس وعلیه عمامة دسماء۔ حضور اقدس نے لوگوں کو خطبہ سنایا حالانکہ سر مبارک پر عمامہ چکنا یا سیاہ تھا۔

۱۱۔ اسی شمائل میں ہے کہ فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ۔ دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فی مرضه الذی توفی فیه وعلی راسه عصابة صفراء۔ حضور سراپا نور کے مرض رحلت میں میں حاضر خدمت شریف ہوا حالانکہ آپ کے سر مبارک پر عمامہ زرد تھا۔

پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی کو حاکم نہ بناتے جب تک کہ اس کے سر پر عمامہ نہ باندھتے اور اس کا شملہ نچھوڑتے داہنی جانب کے کان کی طرف۔ و فیہ جمیع بن ثوب ضعیف ولا یتطرق بہ الی مانحن فیہ تضعیف علی مالا یخفی علی من لہ طبع شریف۔

۱۸۔ ابن عدی اپنی کامل میں عبد الاعلی بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دعا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوم غدیر خم فعممہ وارخی عذبۃ العمامۃ من خلفہ ثم قال ھکذا فاعتموا فان العمائم سیماء الاسلام وھی الحاجز بین المسلمین والمشرکین۔ پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غدیر خم کے دن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طلب فرما کر ان کے سر پر عمامہ باندھا اور عمامہ کے شملہ کو ان کے پیچھے لٹکایا اور خطاب عام کے طور پر ارشاد کیا کہ اس طرح عمامہ باندھا کرو اور بے عمامہ کے نہ رہا کرو اس واسطے کہ عمامہ اسلام کی علامت ہے اور عمامہ ہی فرق ہے مسلمانوں اور مشرکوں میں کہ مسلمانوں کی وضع عمامہ ہے اور مشرکوں کی وضع نری ٹوپی بغیر عمامہ کے ہے اور یہ انہیں کی روش ہے تم اس سے اجتناب کرو۔

۱۹۔ ابو الشیخ کی روایت میں ہے۔ کہ ابو عبد السلام نے کہا کہ۔ قلت لابن عمر کیف کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعتم قال کان یدیر کور العمامۃ علی راسہ ویغرزھا من ورائہ ویرخی لھا ذوابۃ بین کتفیہ۔

میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دریافت کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کس طرح اور کس طور پر عمامہ باندھا کرتے تھے۔ جواب میں انہوں نے کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے سر مبارک پر عمامہ کے پیچ کو دورہ دیتے اور اس کے سرے کو پیچھے گھرستے اور دونوں شانوں کے درمیان میں اس کا شملہ لٹکاتے۔

۲۰۔ مسند امام احمد و سنن ابی داؤد و سنن نسائی و صحیح ابن حبان و مستدرک حاکم و جامع ترمذی میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی۔ واللفظ للترمذی کان رسول اللہ صلی اللہ

تعالی علیہ وسلم اذا استجد ثوبا سماہ باسمہ عمامۃ او قمیصا او رداء
ثم یقول اللھم لک الحمد انت کسوتنیہ أسألک خیرہ وخیر ماصنع لہ واعوذ بک
من شرہ وشر ماصنع لہ ۔ تھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب پہنتے لباس
جدید تو نام لیتے اس کا عمامہ ہوتا وہ کپڑا یا کرتہ یا ردا پھر کہتے یا الٰہی تیری ہی حمد ہے ۔ اس لئے
کہ تو ہی نے پہنایا مجھ کو یہ کپڑا ۔ مانگتا ہوں میں تجھ سے بھلائی اس کپڑے کی کہ خیریت سے
بدن پر رہے اور نہ پہنچے اس کو کوئی آفت اور مانگتا ہوں میں تجھ سے بھلائی اس چیز کی کہ
بنایا گیا یہ کپڑا اس کے لئے یعنی اس کو پہن کر تیری اطاعت کروں اور تیری فرمانبرداری
میں اس کو پرانا کروں اور میں پناہ مانگتا ہوں تیری رحمت کے ساتھ اس کی اور اس چیز
کی برائی سے کہ جس کے لئے یہ بنایا گیا ہے ۔ یعنی اس کو پہن کر نہ اتراؤں اور نہ کوئی گناہ کروں
بلکہ اس کو پہن کر تیری مرضیات میں مصروف رہوں ۔

۲۱ ۔ امام نسائی ابو امیہ عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ ۔ کانی انظر الساعۃ
الی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم علی المنبر وعلیہ عمامۃ سوداء
قد ارخی طرفہ بین کتفیہ ۔ گویا کہ میں اس گھڑی دیکھ رہا ہوں پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کو کہ آپ منبر پر تشریف رکھتے ہیں حالانکہ آپ کے سر مبارک پر عمامہ سیاہ ہے کہ چھوڑا ہے
آپ نے اس کا شملہ درمیان مونڈھوں کے ۔

۲۲ ۔ سنن ابی داؤد میں عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ۔ عممنی
رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فسدلھا من بین یدی ومن خلفی ۔
پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے سر پر عمامہ باندھا پس شملہ لٹکا دیا
آگے میرے اور پیچھے میرے یعنی دونوں طرف شملہ چھوڑا سینے پر اور پیٹھ پر ۔

۲۳ ۔ اسی سنن ابی داؤد میں عبد اللہ بن سعد اپنے والد ماجد سعد بن عثمان سے روایت کرتے
ہیں کہ رأیت رجلا ببخارا علی بغلۃ بیضاء علیہ عمامۃ خز سوداء فقال کسانیھا

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

دیکھا میں نے ایک مرد کو بخارا میں کہ سفید خچر پر سوار تھے اور ان کے سر پر سیاہ عمامہ خز کا تھا پس کہا اس مرد نے کہ یہ عمامہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عطا فرمایا۔

۲۴۔ سنن نسائی میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ۔ قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الاسبال فی الازار والقمیص والعمامۃ دراز رکھنا کپڑے کا از راہ تکبر جو کہ مکروہ و حرام ہے اور کرنے والا اس کا قیامت کے دن مستحق نظر رحمت الٰہی نہیں رہتا ہے ازار ہی میں منحصر نہیں جیسا کہ مشہور تر ہے بلکہ پیرہن اور عمامہ میں بھی ہوتا ہے کہ پیرہن کو ٹخنوں سے اور شملہ کو موضع جلوس سے متجاوز رکھے وفقہ الحدیث انہ لولا العمامۃ من ملبوس المسلمین الذی لابد لھم ھذا فی کل حین لما قرنھا باختیھا فی الذکر عند بیان الاسبال المنکر۔ پس بسبب ورود انہیں احادیث قولیہ مذکورہ واحادیث فصلیہ مسطورہ وغیرہ کے جن کے استعاب میں طول طویل ہے اور نہ مقام ان کے بسط کا متحمل ہے صحابہ و دیگر صلحا نے عمامہ باندھنے کو افضل و سنت جانا اور اس کے ترک کو مکروہ و روش غیر محمود تصور کیا عمامہ تو عمامہ شملہ جو فرع عمامہ ہوا اس کو بھی صحابہ و اتباع صحابہ نے ترک نہیں کیا اس وجہ سے ہمارے علمائے کرام نے باستثنائے بعض صورتوں کے اور نیز اور مذاہب اہل سنت والوں نے اسے مستحب قرار دے کر اس کے رکھنے کا حکم فرمایا یہاں تک کہ علمائے شافعیہ نے اسے سنت مؤکدہ قرار دے دیا۔

۲۵۔ امام ترمذی اپنی جامع و نیز اپنی شمائل میں عبیداللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر کی سند سے راوی کہ کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا اعتم سدل عمامتہ بین کتفیہ قال نافع وکان ابن عمر یفعل ذلک قال عبید اللہ ورأیت القاسم بن محمد وسالما یفعلان ذلک۔ تھے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب عمامہ باندھتے لٹکاتے اس کے شملے کو درمیان اپنے دونوں مونڈھوں کے کہا نافع نے جو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی اور ان کے اعلیٰ درجے کے شاگرد اور ان ائمہ حدیث سے ہے کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ جیسے امام الائمہ ان سے روایت حدیث کرتے ہیں اور امام کے اجلہ شیوخ میں سے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر بھی حضور ہی کی طرح کرتے تھے

عمامہ کو بدوں شملہ کے نہ باندھتے تھے بلکہ جب عمامہ باندھتے توشملہ بھی رکھتے جس طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رکھتے تھے اور کہا عبید اللہ نے جو نافع کے شاگرد ہیں کہ قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہ جو دونوں صاحب مدینہ منورہ کے تابعین کے اکابر علماء سے ہیں اور حضرت امام ابو حنیفہ کے اساتذہ فی الحدیث سے اور منجملہ ان سات فقہا کے ہیں کہ ان کے زمانے میں مدینہ منورہ میں دار ومدار امر دین کا انہیں پر تھا کہ یہ دونوں امام بھی عمامہ باندھتے وقت دونوں مونڈھوں کے درمیان شملہ رکھا کرتے تھے مواہب لدنیہ میں اس حدیث کے ذیل میں ہے قد استفید من هذا الحديث ان العذبة سنة اس حدیث سے سمجھا گیا کہ شملہ رکھنا سنت ہے پھر تھوڑی دور بعد اس کے لکھتے ہیں. وارشا بذلك الى انه سنة موكدة محفوظة لم يترکھا الصلحاء. یعنی امام نافع نے اپنا مقولہ وكان ابن عمر يفعل ذلك. اور عبید اللہ نے اپنا مقولہ وكان القاسم کے واسطے سے یہ بتا دیا کہ شملہ رکھنا سنت مؤکدہ ہے اور صالحین امت صحابہ وتابعین و دیگر ائمہ وعلمائے دین نے اس کو نہیں چھوڑا اور ان میں برابر متوارث چلا آیا حاصل کلام یہ ہے کہ عمامہ کی سنت اور شملہ کے استحباب میں کوئی کلام نہیں بلاشبہ یہ دونوں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ وتابعین وتمام علمائے دین کا فعل ہے. نری ٹوپی کافروں کی بالخصوص نیچریوں کی یا روافض واکثر وہابیہ کی وضع ہے. مسلمانوں کو اس سے احتراز لازم اور تمسک بسنت امر اہم ہے. والله الموفق لاتباع سنة نبيه الكريم الرؤف الرحيم واقتفاء اثار صحابته اولى العلم الجسيم والفهم المستقيم الفضل الفخيم وصلى الله وتعالى عليه وسلم وعلى اله واصحابه اجمعين.

جواب مسئلہ پنجم۔ جامع الرموز کو بالکل نامعتبر کتاب کہنا غلط ہے درمختار اور ردالمحتار میں جا بجا عمدة المتاخرین شیخ علاؤ الدین اور خاتم المحققین سید محمد امین معروف بہ علامہ ابن عابدین کا اس کے اقوال وروایات سے استناد کرنا اس قول مردود کے لئے رد کافی ہے. البتہ اس سے مسئلہ نکالنا ہر شخص کا منصب نہیں بلکہ عالم متبحر کا کام ہے اور جو شخص اسے بالکل نامعتبر بتائے قول اس کا مردود ہے چاہے وہ وہابی ہو یا نام کا سنی در پردہ وہابی ہوا ور جس طرح باوجود عمامہ کے

اور اس کے استعمال پر قادر ہونے کے نماز مکروہ ہے۔ جیساکہ سابق کے جوابوں سے واضح ولائح ہو چکا اس طرح باوجود قدرت قمیض وغیرہ کے صرف ازار اور پائجامہ سے نماز مکروہ ہے۔ کتب معتبرہ میں یہ مسئلہ بالتصریح موجود ہے۔ منیۃ المصلی میں ہے۔ ویکرہ ان یصلی فی ازار واحد الامن عذر۔ اور مکروہ ہے نماز پڑھنا ایک ازار میں مگر بسبب عذر کے کہ سوا ازار کے اس کے پاس اور کوئی کپڑا نہیں یا میسر ہے۔ مگر اس کے پہننے پر کسی وجہ سے قادر نہیں تو ایسی صورت میں فقط ازار میں نماز اس کی مکروہ نہ ہوگی کہ دین اسلام کی بنا آسانی پر ہے نہ دشواری پر قال اللہ عزوجل۔ وما جعل علیکم فی الدین من حرج۔

تعلیق مجلی میں منیۃ المصلی کی عبارت مذکورہ کے ذیل میں محقق مدقق امام ابن امیر الحاج کی حلیۃ المحلی سے منقول ہے۔ ثم ھذہ الکراھۃ کراھۃ تحریمیۃ کما یشیر الیہ قول رضی الدین فی المحیط فی تعلیلہ لانہ ترک اصل الزینۃ واصل الزینۃ واجب الاتری ان الدخول بازار واحد مما یقبح بین الناس فکیف عند قیامہ مقام مناجۃ ربہ انتھی۔ پس یہ کراہت کراہت تحریمی ہے جس کا مرتکب گناہ گار ہوتا ہے اور بسبب اس کے ارتکاب کے نماز واجب الاعادہ ہوتی ہے اس واسطے کہ فقط ازار باندھ کر یا تنہا پائجامہ پہن کر نماز پڑھنے میں اصل زینت کا ترک ہے اور اصل زینت واجب ہے اور واجب کا ترک مکروہ تحریمی ہے کیا تو نہیں خیال کرتا ہے کہ نری ازار باندھ کر کسی کے یہاں جانے کو لوگ برا جانتے ہیں۔ پس مقام مناجات رب العلمین میں جو احکم الحاکمین ہے فقط ازار یا پائجامہ پہن کر کھڑا ہونا کس طرح برا اور بے جا نہ ہوگا۔

اور نور الایضاح اور اس کی شرح مراقی الفلاح میں ہے۔ ویکرہ للمصلی صلاتہ فی السراویل او الازار مع قدرتہ علی لبس القمیص۔ نمازی کے لئے مکروہ ہے یہ کہ فقط پائجامہ میں یا فقط ازار میں نماز پڑھے باوجود اس کی قدرت کے قمیض کے پہننے پر اور عالم عامل بادشاہ عادل عالمگیر رحمہ اللہ تعالیٰ کے فتاوی میں ہے۔ ولو صلی مع السراویل والقمیص عندہ یکرہ اور اگر کسی مرد نے فقط پائجامہ پہن کر نماز پڑھی حالانکہ قمیض اس کے پاس موجود ہے تو مکروہ ہوئی نماز

اس کی اور غنیۃ المتملی میں ہے۔ ویکرہ ان یصلی فی ازار واحد او فی السراویل۔ فقط اور مکروہ ہے یہ کہ نماز پڑھے کوئی شخص صرف ازار یا پاجامہ میں اور عمدۃ الحفاظ المجتہدین و زبدۃ النقاد المحققین المدققین امام کمال الدین ابن الہمام رحمہ اللہ المفضل المنعام کی فتح القدیر میں ہے۔ وفی ثوب واحد لیس علی عاتقہ بعضہ یکرہ الا لضرورۃ العدم۔ انتہی۔

اور ایک کپڑے میں کہ جس سے اس کے مونڈے ڈھکے نہ ہوں نماز مکروہ ہے مگر وقت میسر نہ ہونے اور کپڑے کے حقیقتہ کہ اسے دوسرے کپڑے کی استطاعت ہی نہ ہو یا حکما کہ کپڑا دوسرا موجود ہو مگر اس کے پہننے پر قادر نہ ہو اور علاوہ روایات فقہیہ کے احادیث مرفوعہ و آثار موقوفہ میں بھی اس سے نہی وارد ہے امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی معانی الآثار میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا صلی احدکم فلیلبس ثوبہ فان اللہ احق من یزین لہ الحدیث جب ارادہ کرے کوئی تم میں سے نماز پڑھنے کا تو اپنے دونوں کپڑے پہن لے اور جس طرح بندوں کے پاس تم لوگ کپڑے پہن کے جاتا ہے۔ اسی طرح حق سبحانہ تعالیٰ کے دربار میں جب حاضری دینے کا قصد کرے تو بھی پورا لباس اپنا پہن کر حاضر ہو اس واسطے کہ اللہ نسبت بندوں کے زیادہ مستحق ہے کہ اس کے دربار میں زینت اور تجمل کے ساتھ حاضری دی جائے اسی حدیث وامثالہ کی وجہ سے امام الائمہ سراج الامہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز کے وقت وہ لباس پہنتے جو عمدہ اور اعلیٰ درجے کا ہوتا اور یہ شعار وافض زمانہ کا ہے کہ بازاروں میں اور ملاقاتیوں میں جانے کے وقت تو عمدہ سے عمدہ کپڑے پہن کے جاتے ہیں اور جب منعم حقیقی کے دربار میں قیام کا وقت آتا ہے تو ایک لنگوٹ باندھ کے کھڑے ہو جاتے ہیں اور کفران نعمت الٰہی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ نعوذ باللہ من سوء افعالھم وشر اقوالھم اور سنن ابی داؤد میں حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان یصلی فی لحاف لا یتوشح فیہ والاخران یصلی فی سراویل ولیس علیہ رداء۔ منع فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو باتوں سے ایک اس سے کہ نماز پڑھے مرد لحاف میں یعنی بڑی چادر یا دوہر میں اور نہ ڈھانکے اس

سے مونڈھے اپنے اور نہ لپیٹے اس کو تمام اعلیٰ بدن اپنے پر اور دوسری اس سے کہ نماز پڑھے پاجامہ میں حالانکہ اس کے مونڈھوں پر چادر نہ ہو اور معانی الآثار اور صحیحین وغیرہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موقوعاً روایت ہے۔ واللفظ لبحر الاخبار الواردۃ عن سید الاخبار۔ لایصلی احدکم فی الثواب الواحد لیس علی عاتقیہ منہ شیٔ۔ نہ نماز پڑھے کوئی تم میں کا ایک کپڑے میں کہ نہ ہو اس کے مونڈھوں پر اس سے کچھ۔

اور معانی الآثار میں ہے۔ حدثنا عیسیٰ بن ابراھیم الغافقی قال ثنا عبد اللہ بن وھب قال اخبرنی زید بن الحباب عن ابی المنیب عن عبد اللہ بن بریدۃ عن ابیہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ نھی ان یصلی الرجل فی السراویل وحدہ لیس علیہ غیرہ۔

منع فرمایا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے کہ نماز پڑھے مرد تنہا پاجامہ میں کہ نہ ہو اس کے بدن پر سوا اس کے اور کوئی کپڑا قمیص وغیرہ اس حدیث شریف کے بعد امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وھذا عندنا علی الوجود معہ غیرہ فان کان لایجد غیرہ فلا بأس بالصلوٰۃ فیہ کما لاباس بالثوب الصغیر متزرا بہ انتھی۔

یعنی یہ نہی جو اس حدیث شریف میں محمول ہے اس صورت پر کہ اس کے پاس کوئی اور کپڑا مثل قمیص وغیرہ کے موجود ہو پس اگر اور کوئی کپڑا اسے میسر نہ ہو تو فقط پاجامہ میں یا فقط تہبند میں اگر نماز پڑھے گا تو کوئی کراہت اور برائی نہیں اسی واسطے ناطق بالحق والصواب سیدنا امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ امام الدنیا فی عصرہ وہمام المحدثین فی دہرہ سیدنا امام بخاری علیہ رحمۃ الباری کی روایت میں فرماتے ہیں۔ اذا وسع اللہ فاوسعوا جمع رجل علیہ ثیابہ صلی رجل فی ازار ورداء فی ازار وقمیص فی ازار وقباء فی سراویل ورداء فی سراویل وقمیص الحدیث

یعنی حضور سراپا نور کے زمان سرور وبرکت نشان میں ہر شخص کو پورے طور پر کپڑے میسر نہ تھے اور بعض صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم ایسے بھی تھے کہ ایک کپڑے کے سوا پر قادر نہ تھے تو حضور اقدس

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شفقۃً علیہم وارفۃً بہم اجازت دی اور ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کی قباحت کلی کی نفی فرمائی تو اس وقت میں جس شخص کو یہ کپڑا میسر تھا اس میں اس کی نماز کامل طور پر ادا ہوتی اور ہر قسم کی کراہت سے خالی رہتی تھی اور اب جو اللہ پاک نے مسلمانوں پر فراخی کی اور تنگدستی و ناداری سے نجات دی. قسم قسم کے مال و منال سے ان کو نوازا اور ہر قسم کی نعمتوں سے انہیں مالامال کر دیا اب کوئی ایسا نہ رہا جو اس طرح کا نادار ہو کہ دوسرے کپڑے پر قدرت نہ رکھتا ہو تو ایک کپڑے میں نماز نہ پڑھنا چاہیے اور احکم الحاکمین کی درگاہ عالی میں پوری زینت کے ساتھ حاضری دینا چاہیے. مرد نماز پڑھتے وقت سب کپڑے اپنے بدن پر سجائے اور جن کپڑوں میں امراء و کبرائے ملتا ہو انہیں میں نماز پڑھے پڑھائے اگر زیادہ نہ ہو کم سے کم دو کپڑے تو نماز کی حالت میں اس کے زیب تن ہوں وہ دو کپڑے تہبند اور چادر ہوں یا تہبند اور کرتہ ہوں یا تہبند اور قبا ہوں یا پاجامہ اور چادر ہوں یا پاجامہ اور کرتہ ہوں اور اسی وجہ سے اعلم الصحابۃ وافضلہم بعد خلفاء الاربعۃ فی الاجتہاد حضرت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبدالرزاق کی روایت میں ارشاد کرتے ہیں. انما کان ذلک اذ کان الناس لا یجدون ثیابا فاما اذا وجد وہا فالصلاۃ فی ثوبین.

یعنی نہ تھا ایک کپڑے میں نماز پڑھنا مگر اس لئے کہ لوگ متعدد کپڑے نہیں پاتے تھے اور اب جو لوگوں کو متعدد کپڑوں پر دسترس ہے تو نماز دو کپڑوں میں پڑھنا چاہیئے یعنی صرف تہبند یا پاجامہ میں نماز پڑھنا طریق محمود کو چھوڑنا ہے. حاصل سب جوابوں کا یہ ہے کہ عمامہ اور کرتہ اور پاجامہ کے ہوتے ہوئے اگر ان تینوں کپڑوں میں کوئی کپڑا چھوڑ کے نماز پڑھے گا تو نماز اس کی مکروہ ہوگی. بعض صورتوں میں اعادہ واجب اور بعض صورتوں میں مستحب. کما فصلناہ سابقا. امام زمانہ صاحب ہدایہ کی تجنیس میں ہے. کل صلاۃ ادیت مع الکراہۃ فانہا تعاد لا علی وجہ الکراہۃ. جو نماز کہ ادا کی گئی کراہت کے ساتھ لوٹائی جائے اس طور پر جس میں کراہت نہ ہو اور علامہ شرنبلالی کی مراقی الفلاح میں ہے. وتعاد الصلاۃ لترک واجب وجوبا و تعاد استحبابا بترک غیرہ انتہی.

اور دوہرائی جائے نماز بوجہ ترک واجب کے اور یہ دہرانا واجب ہے اور دوہرائی جائے بطور استحباب کے بسبب چھوڑ دیئے غیر واجب کے خواہ سنت ہو وہ غیر یا مستحب اور اگر ان تین کپڑوں میں کوئی کپڑا موجود نہ ہو اور تحصیل اس کی نمازی کی قدرت میسرہ سے باہر ہو تو جو بسر ہو اسی میں اس کی نماز کامل طور پر ادا ہو گی اور ہر قسم کی کراہت سے خالی ہو گی۔ چونکہ یہ مجموعہ جوابات صائبات کا بفضل اللہ تعالیٰ ایک رسالہ حافلہ۔ مقالۂ کاملہ کی صورت میں جلوہ گر ہوا نام نامی اسکا **کشف الغمامہ عن سنیۃ العمامہ** رکھا اور لقب تاریخ **توضیح الحکم**[١٣٢٣] سے اس کو ملقب کیا۔ اللہ پاک اس کو مثل میری اور تصنیفوں کے مقبول طبائع خاص وعام کردے اور اخوان اسلام کو اس پر عمل کرنے کی توفیق دے کر اس کو میرے لئے ذخیرۂ آخرت گردانے۔ وما ذلك على الله بعزيز وهو حسبى ونعم الوكيل وحبذا الكفيل وصلى الله على النبى الامى القائل فمن رغب عن سنتى فليس منى (رواه البخارى)

ومن احيى سنة من سنتى قد اميتت بعدى فان له من الاجر مثل اجور من عمل بها من غير ان ينقص من اجورهم شياء ومن يعش منكم بعدى فسيرى اختلافاً كثيراً فعليكم بسنتى وسنة الخلفاء الراشدين المهديين اخرجهما (الترمذى)

واقتدوا بالذين من بعدى ابى بكر وعمر رواه امام ائمة الفقه والحديث سيد التابعين وسند المتبوعين الامام الاعظم ابو حنيفة الكوفى التابعى عليه وعلى جميع ائمة الرواية والدراية رحمة ربنا البارى **حررہ** العبد المسكين المتشبث بذيل شفاعة سيد المرسلين **وصى احمد** الحنيفى الحنفى السنى كان الله له ولا سلافه واخلافه۔ آمین۔

محمد وصی احمد [١٣٠٦]
ناصر دین

مصنف کی کتب

1- ترجمہ جواہر البحار (حصہ سوئم)

2- تذکرہ مشائخ توگیرہ

3- آداب شیخ

4- عربی گرائمر (تین حصے)

5- انوار سیفیہ (حصہ عقائد)

6- ترجمہ مناظرہ وزیرستان

7- مسائل طہارت

8- فضائل عمامہ